ہفت روزہ
لاہور

ندائے خلافت

32

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

مسلسل اشاعت کا
31 واں سال

تنظیم اسلامی کا ترجمان

24 تا 30 محرم الحرام 1444ھ/23 تا 29 اگست 2022ء

تحقیر وعیب چینی پر صبر

وہ مومن جسے اللہ نے اپنے دین کی بصیرت، اپنے رسول ﷺ کی سنت کی سوجھ بوجھ اور اپنی کتاب کا فہم عطا کیا ہے اور ساتھ ہی اسے یہ بھی دکھا دیا ہے کہ لوگ کن خواہشوں، بدعتوں اور گمراہیوں میں گرفتار ہیں اور کس طرح وہ اس صراط مستقیم سے بھٹک گئے ہیں جس پر رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے صحابہؓ گامزن تھے، اگر وہ اس راہِ راست پر چلنا چاہے تو اسے جاہلوں اور اہل بدعت کی مذمت پر، ان کی طعن وتشنیع پر اور ان کی تحقیر وعیب چینی پر صبر کرنا ہوگا۔ وہ لوگوں کو اس سے نفرت دلائیں گے اور اس سے خوف زدہ کریں گے۔ وہ اس کے ساتھ ہر طرح کے مکر کریں گے۔ اس کے لیے دھوکے کے جال بچھائیں گے اور اپنی فوج لے کر اس پر ٹوٹ پڑیں گے۔

وہ ان کے درمیان اپنے دین میں اجنبی ہوگا کیونکہ ان کا دین بگڑ چکا ہوگا۔ وہ اپنی اتباعِ سنت میں اجنبی ہوگا کیونکہ وہ بدعتوں سے چمٹے ہوئے ہوں گے۔ وہ اپنے صحیح عقیدے میں اجنبی ہوگا کیونکہ ان کے عقائد غلط اور باطل ہوں گے۔ وہ اپنی نمازوں میں اجنبی ہوگا کیونکہ ان کی نمازیں فاسد ہوں گی۔ وہ اپنے طریقے میں اجنبی ہوگا کیونکہ وہ غلط راہوں پر چل رہے ہوں گے۔ وہ اپنے تعلق میں اجنبی ہوگا، کیونکہ وہ اللہ کے رسولؐ کی طرف منسوب ہوگا اور وہ اپنے جھوٹے راہنماؤں کی طرف منسوب ہوں گے۔ وہ اپنی معاشرت میں اجنبی ہوگا کیونکہ وہ ان کی خواہشات کے خلاف ان سے سلوک کرے گا۔

سید جلال الدین عمریؒ

اس شمارے میں

ملعون سلمان رشدی اپنے انجام...
فریضۂ شہادت
کیا پاکستان برائے فروخت ہے؟
ام الشہداء حضرت عفراءؓ
موجودہ احیائی مساعی اور تنظیم اسلامی (2)
عشق تمام مصطفیٰ! (ﷺ)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہجرت کا حکم

سُورۃُ الشُّعَرَاء | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 52 تا 56

وَ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰی مُوۡسٰۤی اَنۡ اَسۡرِ بِعِبَادِیۡۤ اِنَّکُمۡ مُّتَّبَعُوۡنَ ﴿۵۲﴾ فَاَرۡسَلَ فِرۡعَوۡنُ فِی الۡمَدَآئِنِ حٰشِرِیۡنَ ﴿ۚ۵۳﴾ اِنَّ ہٰۤؤُلَآءِ لَشِرۡذِمَۃٌ قَلِیۡلُوۡنَ ﴿ۙ۵۴﴾ وَ اِنَّہُمۡ لَنَا لَغَآئِظُوۡنَ ﴿ۙ۵۵﴾ وَ اِنَّا لَجَمِیۡعٌ حٰذِرُوۡنَ ﴿ؕ۵۶﴾

آیت ۵۲: ﴿وَ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰی مُوۡسٰۤی اَنۡ اَسۡرِ بِعِبَادِیۡۤ اِنَّکُمۡ مُّتَّبَعُوۡنَ ﴿۵۲﴾﴾ ''اور ہم نے وحی کر دی موسیٰ ؑ کی جانب کہ میرے بندوں کو راتوں رات نکال لے جاؤ' یقیناً تمہارا تعاقب کیا جائے گا۔''

آیت ۵۳: ﴿فَاَرۡسَلَ فِرۡعَوۡنُ فِی الۡمَدَآئِنِ حٰشِرِیۡنَ ﴿ۚ۵۳﴾﴾ ''تو فرعون نے تمام شہروں میں (پھر) نقیب بھیج دیے۔''

بنی اسرائیل کے تعاقب کی غرض سے لوگوں کو اکٹھا کرنے کے لیے پورے ملک میں ڈھنڈورچی اور ہرکارے بھیج دیے گئے' یہ کہہ کر کہ:

آیت ۵۴: ﴿اِنَّ ہٰۤؤُلَآءِ لَشِرۡذِمَۃٌ قَلِیۡلُوۡنَ ﴿ۙ۵۴﴾﴾ ''یقیناً یہ تو مٹھی بھر لوگ ہیں۔''

آیت ۵۵: ﴿وَ اِنَّہُمۡ لَنَا لَغَآئِظُوۡنَ ﴿ۙ۵۵﴾﴾ ''اور بلاشبہ انہوں نے ہمارے غصے کو بھڑکا دیا ہے۔''

بنی اسرائیل کے مصر سے نکل بھاگنے کی حرکت نے ہمیں غضب ناک کر دیا ہے۔ اب ہم انہیں عبرت ناک سزا دیں گے۔ اس آیت کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ ''ان کے اندر ہماری وجہ سے غصہ ہے''۔ یعنی اگرچہ یہ مٹھی بھر لوگ ہیں لیکن ہم انہیں جو تکالیف پہنچاتے رہے ہیں اس وجہ سے وہ ہم پر بھرے بیٹھے ہیں۔ چنانچہ یہ دل جلے لوگ ہمارے خلاف کچھ بھی کر سکتے ہیں۔

آیت ۵۶: ﴿وَ اِنَّا لَجَمِیۡعٌ حٰذِرُوۡنَ ﴿ؕ۵۶﴾﴾ ''اور یقیناً ہم سب خطرے میں پڑنے والے ہیں۔''

ہمیں ان کی طرف سے کسی بڑے اقدام کا اندیشہ ہے۔ چنانچہ ہمیں اپنی پوری قوت کو مجتمع کر کے ان کا پیچھا کرنا چاہیے۔

درس حدیث

اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کو حُبِّ دنیا سے بچاتا ہے

عَنۡ قَتَادَۃَ بۡنِ النُّعۡمَانِ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((اِذَا اَحَبَّ اللّٰہُ عَبۡدًا حَمَاہُ الدُّنۡیَا کَمَا یَظَلُّ اَحَدُکُمۡ یَحۡمِیۡ سَقِیۡمَہُ الۡمَاءَ)) (رواہ الترمذی)

حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے محبت کرتا ہے تو دنیا سے اُس کو اس طرح پرہیز کراتا ہے جس طرح کہ تم میں سے کوئی اپنے مریض کو پانی سے پرہیز کراتا ہے' (جبکہ اُس کو پانی سے نقصان پہنچتا ہو)۔''

تشریح: جیسا کہ اوپر بتایا جا چکا ہے' دنیا دراصل وہی ہے جو اللہ سے غافل کرے' اور جس میں مشغول ہونے سے آخرت کا راستہ کھوتا ہو' پس اللہ تعالیٰ جن بندوں سے محبت کرتا ہے' اور اپنے خاص انعامات سے اُن کو نوازنا چاہتا ہے' اُن کو اس مردار دنیا سے اس طرح بچاتا ہے جس طرح کہ ہم لوگ اپنے مریضوں کو پانی سے پرہیز کراتے ہیں۔

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ملعون سلمان رشدی اپنے انجام کے قریب

آزادی اظہارِ رائے کا نعرہ اگر مبنی بر انصاف ہوتا اور دین و مذہب، علاقائی اور لسانی تعصب سے بالاتر ہوتا، اور کسی کو کوئی استثناء نہ ہوتا، سب کے لیے اس آزادی کو استعمال کرنے کے قواعد و ضوابط ایک جیسے ہوتے تو آج دنیا کی شکل کچھ اور ہوتی۔ حقیقت یہ ہے کہ کوئی بھی مہذب معاشرہ مادر پدر آزادی اظہار کی اجازت نہیں دے سکتا اور اس حوالے سے عدل کا تقاضا یہ ہے کہ جائز آزادی اور ناجائز آزادی کا پیمانہ سب کے لیے یکساں ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ ظلم اور ناانصافی سے فساد جنم لیتا ہے اور فساد کا لازمی نتیجہ خون ریزی اور انتقام ہوتا ہے۔ آج یورپ اور نام نہاد سیکولر اور ملحد دنیا بدزبان، فحش گو اور دوسروں کے مذہبی جذبات کو بے دریغ کچلنے والے سلمان رشدی جسے صحیح طور پر شیطان رشدی کہا گیا ہے، اُس کے زخمی ہونے پر ماتم کناں ہے اور اُس پر حملے کو آزادی اظہارِ رائے کے حق پر حملہ قرار دے رہی ہے اور دوسری طرف ہم انتظار میں ہیں کہ اس شر کے خاتمے اور عبرت ناک انجام کی خبر آئے اور ہم اپنی تحریر کا عنوان ”خس کم جہاں پاک“ رکھ سکیں۔ اس لیے کہ آج کی نام نہاد مہذب دنیا میں اگرچہ اس بات میں تو وزن ہے کہ کسی مجرم کو سزا دینے کا حق صرف ریاست کو ہے۔ لیکن اگر مبینہ طور پر اس ریاست نے ظلم و ستم، بدنیتی اور بددیانتی اور دروغ گوئی اور حقائق کو نظرانداز کرنے پر کمر باندھ رکھی ہو اور وہ قولاً اور عملاً انسان اور انسان میں فرق کرنے پر تلی ہوئی ہو، وہ کسی ظالم مجرم پر تو انعامات اور نوازشات نچھاور کر رہی ہو اور اس ظلم کے خلاف ردِعمل ظاہر کرنے والوں کو مجرم اور دہشت گرد قرار دے رہی ہو اور اُن کی کوئی بات سننے کو تیار نہ ہو اور ان کو پکڑ پکڑ کر بدترین سزائیں دے رہی ہو تو کون بے غیرت ہوگا جو ایسی ریاست کے خلاف بغاوت نہیں کرے گا۔

ریاست ایک چھوٹے علاقے پر مبنی ہو یا عالمی ریاست ہو سب کے وجود کا جواز انصاف ہے۔ ظلم اور امن کبھی ایک ساتھ نہیں چل سکتے۔ یورپ کا رویہ اور طرزِ عمل نوٹ کریں۔ برطانیہ میں ملکہ کی توہین کرنا جرم ہے۔ رشدی خبیث نے ملکہ کو bitch یعنی کتیا کہا۔ یورپ میں عیسائیوں کی اکثریت بستی ہے اُس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی۔ اس کے باوجود مغرب اور امریکہ اُس کی ہر ادا پر نچھاور ہوئے۔ اُسی ملکہ نے اسے 'سر' کا خطاب دیا۔ اُس کی کتاب بار بار شائع ہوئی اور فروخت ہوئی، آخر کیوں ملکہ کے دیوانوں نے احتجاج نہ کیا؟ کیوں برطانیہ کا قانون حرکت میں نہ آیا؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف یاوہ گوئی کے باوجود عیسائی کیوں مشتعل نہ ہوئے، بلکہ اُس کی حفاظت کرتے رہے اور اُس کی دیکھ بھال کرتے رہے اور درجنوں ایوارڈ دیتے گئے؟ صرف اس لیے کہ اُس نے قرآن پاک، حضور صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہؓ اور صحابیاتؓ کے بارے میں ایسی فحش گوئی کی کہ اُسے نقل کرنا بھی کفر دکھائی دیتا ہے۔

ہفت روزہ — لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
24 تا 30 محرم الحرام 1444ھ — جلد 31
23 تا 29 اگست 2022ء — شمارہ 32
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس ریلوے روڈ لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
”دارالاسلام“ ملتان روڈ چونگی لاہور۔ پوسٹ کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 20 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرون ملک ...... 800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (14300 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (10800 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
”مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن“ کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org
”ادارہ“ کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

بھارتی نژاد رشدی برطانوی ناول نگار اور مضمون نگار ہے۔ 19 جون 1947ء کو آزادی سے دو ماہ پہلے ممبئی میں پیدا ہوا۔ 14 سال کی عمر میں حصول تعلیم کے لیے انگلینڈ آ گیا اور کیمرج کے معروف کنگز کالج میں ہسٹری میں آنرز کی ڈگری حاصل کی۔ وہاں پر اُس نے الحاد اختیار کر لیا جس کا وہ برملا اعلان کرتا ہے۔ ''شیطانی آیات'' Satanic Verses اس کا چوتھا ناول تھا جو 1988ء میں شائع ہوا۔ اسی ناول سے اُس کی شیطنت سامنے آئی۔ دنیا بھر کے مسلمانوں نے اس پر شدید ردِعمل کا اظہار کیا۔

1989ء میں ایران کے رہبر اعلیٰ آیت اللہ خمینی نے اس ناول نگار کے قتل کا فتویٰ جاری کیا تھا۔ جنوری 1989ء میں، بریڈ فورڈ میں مسلمانوں نے رسمی طور پر کتاب کی ایک کاپی جلادی تھی اور نیوز ایجنٹ ادارے ڈبلیو ایچ ایسمتھ کو وہاں اس کتاب کو رکھنے سے منع کیا تھا۔ فروری 1989ء میں، برصغیر میں رشدی مخالف مظاہروں میں کئی افراد جاں بحق ہوئے۔ تہران میں برطانوی سفارت خانے پر پتھراؤ کیا گیا، اور مصنف کے سر پر 30 لاکھ ڈالر کا انعام رکھا گیا۔ امریکہ، فرانس اور دیگر مغربی ممالک نے سلمان رشدی کو دی جانے والی موت کی دھمکی کی مذمت کی اور ایران سے سفارتی تعلقات تک منقطع کر دیے۔ سلمان رشدی اُس وقت تک پولیس کے پہرے میں اپنی بیوی کے ساتھ روپوش رہا۔ مسلم ممالک کی جانب سے اس کتاب کی اشاعت پر شدید ردِعمل سامنے آیا۔

شیخ احمد دیداتؒ کی زیر قیادت جنوبی افریقہ میں مسلمانوں نے اس بدنام زمانہ کتاب کا پوسٹ مارٹم کیا۔ جس کی بنیاد پر حکومت جنوبی افریقہ اور دیگر کئی افریقی ممالک میں اس پر پابندی لگا دی گئی۔ بھارت اور پاکستان سمیت 20 سے زائد ممالک میں اس کتاب پر پابندی ہے۔ لیکن بدنیتی اور اسلام دشمنی کی انتہا دیکھیے کہ یورپی یونین نے اس کتاب کی حمایت کی اور ملعون رشدی اور اُس کی کتاب کے خلاف مظاہروں کو جواز بنا کر تمام یورپی ممالک نے عارضی طور پر تہران سے اپنے سفیروں کو واپس بلا لیا۔ 12 اگست 2022ء کو نیویارک میں اس پر ہادی مطر نے قاتلانہ حملہ کیا، جس کے نتیجے میں وہ شدید زخمی ہو گیا، تاہم اُسے فوری طور پر بذریعہ ہیلی کاپٹر ہسپتال میں منتقل کر دیا گیا اور وہ بال بال بچ گیا۔ سلمان رشدی نے چار بار شادی کی اور اس کے دو بچے ہیں۔ وہ اب امریکہ میں رہتا ہے۔ عجیب بات ہے کہ اسے زخمی کرنے والا 24 سالہ لبنانی نوجوان ہادی مطر آیت اللہ خمینی کے فتویٰ کے 10 سال بعد پیدا ہوا لیکن جذبہ جوان تھا۔ جس پھرتی اور جس قوت سے وہ رشدی پر حملہ آور ہوا یوں معلوم ہوتا ہے کہ سب کچھ اُس کے سامنے ہوا۔ وہ تین سال سے اپنے اس مشن کو پورا کرنے کے لیے ریکی کر رہا تھا۔ اللہ نوجوان ہادی مطر کی حفاظت فرمائے۔

ہم ایک مرتبہ پھر اپنے اس نقطہ نظر کو دہرائیں گے کہ سزائیں دینا ریاستوں کا کام ہوتا ہے افراد کا کوئی حق نہیں کہ وہ قانون کو اپنے ہاتھ میں لیں لیکن مغرب اور دنیا بھر میں اُن کے گماشتوں نے یہ صورت پیدا کر دی ہے کہ انصاف اگر الٹی راہ پر چل پڑے اور ایسے دہشت گردوں کو نوازتا رہے تو کوئی بتائے کہ لوگوں کے جذبات خاص طور پر مذہبی جذبات کو کیسے کنٹرول کیا جائے۔ کیا ایسے بدفطرت اور بدگو لوگوں کو کھلی چھٹی دے دی جائے۔ ہم تمام مذاہب کے احترام کے قائل ہیں۔ ہمیں جھوٹے خداؤں کو بھی برا بھلا کہنے سے روکا گیا تو پھر کوئی ہمارے سچے خدا پر حرف زنی کیوں کرے؟ ہم جب تمام پیغمبروں کا پوری شدت سے احترام کرتے ہیں تو کسی کو کیوں اجازت دیں کہ وہ ہمارے پیغمبر ﷺ کے بارے میں دریدہ دہنی کرے؟ مسلمان تمام آسمانی کتابوں کو تسلیم کرتا ہے لیکن قرآن پاک کے آخری اور حتمی کتاب ہونے پر ایمان رکھتا ہے جس کے متن میں کسی قسم کی تبدیلی ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا خود ذمہ لیا ہے۔

مسلمانوں کے لیے سوچنے کی اصل بات یہ ہے کہ آئے روز ایسا کیوں ہو رہا ہے کہ کبھی کوئی پادری امریکہ میں قرآن پاک جلا دیتا ہے، کبھی کوئی حضور ﷺ کے خاکے شائع کر دیتا ہے اور کبھی کوئی بدطینت رشدی صحابیاتؓ کے پاک دامن پر کیچڑ اچھال دیتا ہے۔ حقیقت کو سمجھیں۔ ایک طرف تو ہم مسلمان اکابرین اور شعائر اسلام سے بے پناہ عقیدت رکھتے ہیں اور اُن کے لیے مر مٹنے کے دعویٰ کرتے ہیں اور دوسری طرف ہمارے تن میں جان نہیں، دشمنانِ اسلام جانتے ہیں کہ امت مسلمہ یا اُس کا کوئی رکن اُن کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ وہ سب یورپ اور دوسری اسلام دشمن طاغوتی قوتوں کے غلام بن کر زندگی گزار رہے ہیں لہٰذا اصلاً ضرورت اس امر کی ہے کہ پہلے ہم اپنے بازوؤں میں قوت پیدا کریں، طاغوتی قوتوں کے شکنجے سے نجات حاصل کریں اور پھر انہیں الٹی میٹم دیں کہ کوئی ہماری مقدس ہستیوں کے بارے میں بدگوئی نہ کرے اور کوئی اسلامی شعائر کا مذاق نہ اُڑائے وگرنہ ہم دندان شکن جواب دیں گے۔ وگرنہ ہم احتجاج کرتے رہیں گے اور ایسے دلسوز واقعات بھی رونما ہوتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو اور ہمیں نفاذ دین کے لیے تن من دھن لگانے کی توفیق دے۔ آمین!

۞۞۞

فریضۂ شہادت

(قرآن وحدیث کی روشنی)

مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی DHA کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ ﷾ کے 12 اگست 2022ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

ہماری قوم نے اس ہفتہ محرم کا لمبا ویک اینڈ منایا ہے جو 9 اور 10 محرم سمیت کل چار دن کی چھٹیوں پر مشتمل تھا۔ شہادت امام حسین ؓ کی ہو یا ان سے قبل خلفائے راشدین کے دور کی شہادتیں ہوں یا رسول اللہ ﷺ کے دور کی شہادتیں ہوں، ان شہادتوں کا مقصد کیا تھا اس کی یاددہانی ضروری ہے۔ قرآن حکیم میں شہید کا لفظ رسول اللہ ﷺ کے لیے بھی آیا، شہداء کا لفظ پوری اُمت کے لیے بھی آیا، یہ فریضہ شہادت کو ادا کرنے کا ایک تسلسل ہے۔ اس حوالے سے کلام کرنا ہے ان شاء اللہ۔

ایک ہے فریضہ شہادت، اور اسی فریضہ شہادت کے تسلسل میں یہ مملکت پاکستان ہم نے حاصل کی تھی تاکہ اس میں اللہ کے دین کو قائم کر کے دنیا کے سامنے شہادت پیش کریں کہ یہ ہے وہ نظام جس میں اللہ تعالیٰ نے انسانون کے لیے خیر رکھی ہے۔ شہادت کا ایک معروف ترجمہ تو ہم سب کے علم میں ہے کہ اللہ کی راہ میں جان کا نذرانہ پیش کر دینا۔ سیدنا عمر فاروق ؓ کی شہادت، سیدنا عثمان غنی ؓ کی شہادت، سیدنا علی ؓ کی شہادت سمیت تاریخ اسلام میں بہت بڑی مثالیں موجود ہیں۔ البتہ اس لفظ کا دوسرا ترجمہ بھی ہے جو ہم جانتے ہیں:

((اشهدان لا اله الا الله واشهدان محمدا عبده ورسوله)) ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔''

یہیں سے لفظ'' شہادت'' کا وسیع تصور ہمارے سامنے آتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے خطاب کرتے ہوئے قرآن حکیم میں ارشاد ہوا:

﴿يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا﴾ (الاحزاب:45)

''اے نبی! یقیناً ہم نے بھیجا ہے آپ کو گواہ بنا کر۔''

اسی طرح سورۃ البقرۃ میں فرمایا:

﴿وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ۗ﴾ (البقرۃ:143) ''اور (اے مسلمانو!) اسی طرح تو ہم نے تمہیں ایک اُمت وسط بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور رسول ؐ تم پر گواہ ہو۔''

مرتب: ابوابراهیم

یعنی اللہ کے رسول ﷺ تمہارے سامنے اللہ کے دین کی گواہی پیش کر دیں کیونکہ کل اللہ کے رسول ﷺ سے بھی اللہ تعالیٰ پوچھیں گے۔

سورۃ الاعراف میں آتا ہے:

﴿فَلَنَسْأَلَنَّ الَّذِينَ أُرْسِلَ إِلَيْهِمْ وَلَنَسْأَلَنَّ الْمُرْسَلِينَ ۝٦﴾ (الاعراف) ''پس ہم لازماً پوچھ کر رہیں گے ان سے بھی جن کی طرف ہم نے رسولوں کو بھیجا اور لازماً پوچھ کر رہیں گے رسولوں سے بھی۔''

رسولوں سے پوچھا جائے گا کہ پیغام پہنچایا کہ نہیں؟ اسی طرح اُمتوں سے بھی پوچھا جائے گا کہ تمہیں جو پیغام انبیاء کے ذریعے پہنچایا گیا تھا کیا وہ تم نے آگے پہنچایا؟ اُمتوں نے بھی اس کا جواب دینا ہے۔ چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ نے اس امت پر اللہ کے دین کی گواہی دی۔ حجۃ الوداع کے موقع پر کم و بیش سوا لاکھ کا مجمع تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: الاهل بلغت؟ اے میرے صحابہ ؓ! کیا میں نے اللہ کا پیغام تم تک پہنچا دیا۔ سب نے یک زبان ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ نے حق وصیت، حق نصیحت، حق امانت ادا فرما دیا۔ گواہی دے بھی دی اور گواہی لے بھی لی اور پھر اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھ کی شہادت والی انگلی آسمان کی طرف بلند کی اور رب کائنات کے حضور التجا کی: اللهم اشهد، اے اللہ! تو گواہ رہ کہ میں نے گواہی دے دی۔ اس گواہی کے لینے اور دینے کے پیچھے 23 برس کی جدوجہد کو بھی ذہن میں رکھیں۔ جو گواہی حضور ﷺ دے گئے وہ تین اعتبارات سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے قول مبارک سے ہمیں اللہ کا دین پہنچایا۔ یہ قرآن حکیم کی ہزاروں آیات اور ہزاروں احادیث رسول اللہ ﷺ کی قول کے ذریعے گواہی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنے انفرادی کردار کے ذریعے گواہی دی۔ اگر اللہ حکم دیتا ہے:

﴿أَقِيمُوا الصَّلَاةَ﴾ ''نماز قائم کرو''

تو اللہ کے رسول ﷺ نماز ادا کر کے دکھاتے اور فرماتے:

((صلوا کما رایتمونی اصلی)) ''نماز ایسے ادا کرو جیسے مجھے نماز ادا کرتے ہوئے دیکھتے ہو۔''

اسی طرح اگر صاحب استطاعت لوگوں پر اللہ نے حج فرض کیا ہے تو رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((خذوا عنی مناسککم)) ''مجھ سے اپنے حج کے فرائض کو اور اعمال کو سیکھ لو۔''

بہر حال رسول اللہ ﷺ نے کردار سے بھی گواہی دی۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کے اعتبار سے، معاملات کے اعتبار سے، اخلاقیات کے اعتبار سے بھی گواہی دی۔ اس سے آگے بڑھ کر اللہ کے رسول ﷺ نے 23 برس کی جدوجہد کے ذریعے دین کو بالفعل قائم کر کے بھی دنیا کے سامنے گواہی پیش کر دی۔ اس گواہی کا پیش کرنا حضور ﷺ کا مشن تھا۔ قرآن میں اس مشن کو تین مرتبہ بیان کیا گیا:

﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ﴾ (الصف: 9) ''وہی ہے (اللہ) جس نے بھیجا اپنے رسولؐ کو الہدیٰ اور دین حق کے ساتھ تاکہ غالب کر دے اس کو پورے نظام زندگی پر''

قرآن اس لیے دے کر اللہ نے اپنے آخری رسول ﷺ کو بھیجا تھا۔ اس لیے نہیں بھیجا تھا کہ ختم شریف، قل شریف پر نکال لیا جائے ورنہ لپیٹ کر پیچھے سے دور رکھ دیا جائے، اس لیے بھی نہیں اُتارا تھا کہ اس کی بڑی بڑی تفاسیر لکھ دی جائیں، آٹھ آٹھ سال کے کورسز کروائے جائیں، یہ چیزیں بھی مبارک ہیں ہم سب کرتے ہیں، الحمدللہ! مگر یہ سب کافی نہیں ہے بلکہ قرآن اپنا نفاذ چاہتا ہے۔ بصورت دیگر قرآن حکیم کے تین فتوے ہیں:

﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ (المائدہ) ''اور جو اللہ کی اُتاری ہوئی شریعت کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہی تو کافر ہیں۔''

﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ (المائدہ) ''اور جو فیصلے نہیں کرتے اللہ کی اُتاری ہوئی شریعت کے مطابق وہی تو ظالم ہیں۔''

﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾ (المائدہ) ''اور جو لوگ نہیں فیصلے کرتے اللہ کے اُتارے ہوئے احکامات وقوانین کے مطابق وہی تو فاسق ہیں۔''

یہ باتیں کڑوی لگتی ہیں مگر جب قوم مردہ ہو رہی ہو اور غفلت کا شکار ہو رہی ہو تو جگانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہم نے میٹھا میٹھا اسلام قبول کیا ہوا ہے۔ محرم کی دسویں تاریخ کو دسترخوان وسیع کر دیں، شربت پیو اور پلاؤ، 12 ربیع الاول کو سبیل لگا دو، گلیاں محلے سجا دو، دیگ پکا کر تقسیم کر دو۔ صحابہ کرامؓ کا طرزِ عمل کیا تھا؟ وہ تو اللہ کے دین کی سرفرازی کے لیے جانوں کے نذرانے پیش کرتے رہے۔ آج فرائض وواجبات کی کسی کو پرواہ نہیں، بڑے بڑے منکرات پھیل رہے ہیں، ان سے بچنے کی ترغیب نہیں دلائی جا رہی ہے۔ حالانکہ قرآن تو اس لیے نازل کیا گیا تھا کہ اس کے احکام پر عمل درآمد ہو۔ اگر اللہ کے نازل کردہ کلام کے مطابق فیصلے نہیں ہو رہے تو یہ کفر، ظلم اور فسق ہے۔ کیا رسول اللہ ﷺ کو دین حق صرف اس لیے دیا گیا تھا کہ دینیات کی کتابیں چھاپ دی جائیں اور اس کو ایک فیصد بھی سکولوں میں نہ پڑھایا جائے۔ بچے پاس ہو رہے ہیں اور دین پورا ہو گیا۔ یہ دین فقط نماز روزے کا نام تو نہیں ہے بلکہ دین ایمانیات، عبادات، رسومات وغیرہ سب کچھ بتاتا ہے۔ یہ دین فرد کی انفرادی زندگی سے لے کر ریاست کی سطح تک اپنے نفاذ کا تقاضا رکھتا ہے۔ انفرادی زندگی، گھر، خاندان، معاشرہ، معیشت، سیاست، عدالت، مارکیٹ سمیت ہر جگہ اللہ کا دین نافذ ہو۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً﴾ (البقرہ: 208)

''اسلام میں داخل ہو جاؤ پورے کے پورے۔''

جس حجۃ الوداع کے موقع پر اللہ کے رسول ﷺ گواہی لے رہے ہیں اسی موقع پر آیت نازل ہوئی تھی:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ﴾ (المائدہ: 3)

''آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو کامل کر دیا ہے''

اللہ تعالیٰ نے مکمل نظام زندگی دے دیا، اللہ کے آخری رسول ﷺ نے اس دین کو مکمل طور پر نافذ اور قائم کر کے گواہی پیش کر دی۔ یہ محمد رسول اللہ ﷺ کا 23 برس کا مشن ہے جس میں 13 برس مکہ مکرمہ کے صبر ہی

پریس ریلیز 19 اگست 2022ء

حکومت کا یوم آزادی پر رقص وسرود کی محفل منعقد کرنا انتہائی شرم ناک ہے

شجاع الدین شیخ

حکومت کا یوم آزادی پر رقص وسرود کی محفل منعقد کرنا انتہائی شرم ناک ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطبہ جمعہ کے دوران کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ P.D.M کی اتحادی حکومت جس میں نظریاتی اور مذہبی جماعتیں موجود ہیں، نے یوم آزادی پر راگ ورنگ اور رقص وسرود کی محفل منعقد کر کے نظریہ پاکستان اور واضح مذہبی احکامات کی بدترین خلاف ورزی کی اور شرم وحیا کی اقدار کا جنازہ نکال دیا۔ اُنہوں نے کہا کہ حکومت اس مذموم حرکت پر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے اور آئندہ کبھی ایسی حرکت نہ کرنے کا واضح اعلان کرے۔ اُنہوں نے مسلم لیگ (ن) کے قومی اسمبلی کے ممبر حامد حمید کی تقریر کے اُس حصے پر شدید ردعمل کا اظہار کیا جس میں اُنہوں نے کہا تھا کہ جتنی جلدی وزیر خزانہ نے ریلیف دیا ہے اتنی جلدی تو اللہ تعالیٰ بھی ریلیف نہیں دیتا۔ (معاذ اللہ) ایسا بول کلمہ کفر کے مترادف ہے۔ اُنہوں نے فیصل آباد میں ایک غریب لڑکی سے مبینہ زیادتی اور اُس کی تذلیل کرنے پر شدید غم وغصہ کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے اُمراء و رؤسا غریبوں کی عزت سے کھیلنا اپنا حق سمجھتے ہیں اُنہوں نے کہا کہ ایسے لوگوں کی فوری پکڑ ہونی چاہیے وگرنہ اللہ تعالیٰ روزِ قیامت ان ملزموں کے ساتھ ساتھ اُن سے رعایت برتنے والے حکمرانوں کی بھی سخت گرفت کرے گا۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشرواشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

صبر کے ہیں مگر وہاں سیدنا بلالؓ، سیدنا خبابؓ پر تشدد اور سیدنا یاسر، سیدہ سمیہ ؓ کی شہادت کا معاملہ بھی ہے اور اسی 13 برس کے دوران میں محمد رسول اللہ ﷺ کا مبارک خون طائف کی گلیوں میں بہتا ہے۔ 23 برس کی اس جدوجہد میں بدر کا میدان بھی سجتا ہے، احد کا میدان بھی دکھائی دیتا ہے جہاں ستر صحابہؓ نے جام شہادت نوش کیا۔ جہاں سید الشہداء امیر حمزہ قرار پائے جن کی لاش کا مثلہ (بے حرمتی) کیا گیا۔ معاذ اللہ! اللہ کے رسول ﷺ اپنے چچا کے لاشے کو دیکھ کر روئے۔ پھر خود اللہ کے رسول ﷺ کا خون احد کے میدان میں بہا ہے۔ سیدنا حسین ؓ کی شہادت کو بیان کرتے ہوئے ان کے نانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی 23 سال کی قربانیوں سے بھرپور جدوجہد کو بھی سامنے رکھیں۔ آپ ﷺ کے مشن کو بھی سامنے رکھیں۔ نبویؐ دور میں 259 جانوں کے نذرانے (شہادتیں) صحابہ کرامؓ نے پیش کیے تب قرآن کہتا ہے:

﴿جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۭ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝﴾ (بنی اسرائیل) ”حق آ گیا اور باطل بھاگ گیا۔ یقیناً باطل ہے ہی بھاگ جانے والا۔“

حضور ﷺ نے یہ فریضۂ شہادت صرف اپنے قول یا اپنے انفرادی اعمال سرانجام دے کر ادا نہیں کیا بلکہ اس اجتماعی جدوجہد کو برپا فرما کر دین حق کو غالب کر کے دنیا کے سامنے گواہی پیش کی اور صرف سرزمین عرب پر نہیں بلکہ سن 9 ھ میں غزوۂ تبوک کے موقع پر تیس ہزار صحابہ کرامؓ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے ہیں اور یہ دور نبویؐ کا سب سے بڑا لشکر تھا۔ حضور ﷺ نے اعلان فرما دیا کہ یہ دین صرف عرب کے لیے نہیں آیا بلکہ یہ سارے عالم کے لیے ہے۔ اس لیے عرب سے باہر نکل کر رسول اللہ ﷺ نے دین کو قائم کرنے کی مہم کی قیادت فرمائی۔ عرب سے باہر یہ شہادتیں دین کو غالب کرنے کے لیے تھیں۔ البتہ فریضۂ شہادت کے اندر جان تک کا نذرانہ آخری بات ہے۔ اس سے پہلے اُمت سے اپنی صلاحیتیں، جان، مال، وسائل اقامتِ دین کے لیے لگانے کا تقاضا ہے۔ اس کام کے لیے امت کو کھڑا کیا گیا ہے۔ محض گھر بنا لینا، کاروبار چمکا لینا، پلازے بنا لینا" ان کاموں کے لیے امت کو پیدا نہیں کیا گیا۔ یہ ہماری ضرورت ہے لیکن ضرورت سے مقصد بالاتر ہونا چاہیے اور وہ مقصد کیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ۭ﴾ (البقرہ:143) ”اور (اے مسلمانو!) اسی طرح تو ہم نے تمہیں ایک اُمت وسط بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور رسولؐ تم پر گواہ ہو۔“

حضور ﷺ کے بعد خلفائے راشدین کا دور ہے۔ دین غالب ہو گیا۔ اب اس دین کا دفاع، حفاظت اور توسیع خلافت راشدہ میں ہوئی۔ سسٹم بنائے گئے جن کو آج بھی سکینڈے نیوین ممالک میں عمرلاء کے نام سے فالو کیا جاتا ہے۔ آج ہم یہ سن کر خوش ہوتے ہیں کہ دیکھو جی وہ حضرت عمر ؓ کے قانون کو فالو کر رہے ہیں۔ حالانکہ یہ کہ کر ہمیں خوش نہیں ہونا چاہیے کہ بلکہ ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ وہ غیر مسلم ہو کر سیدنا عمر ؓ کا نظام اپنائے ہوئے ہیں اور ہم کفار کا نظام اپنائے ہوئے ہیں۔ حالانکہ ہمیں دنیا کے سامنے سیدنا عمر ؓ کا نظام پیش کرنا چاہیے تھا۔

بہرحال خلفائے راشدین کے دور میں فتنے بھی اٹھے، ان کی سرکوبی بھی کی گئی۔ جھوٹے مدعیان نبوت کھڑے ہوئے تو ان کے خلاف جہاد کیا گیا۔ اس جہاد میں ہزاروں صحابہ کرام ؓ کی شہادتیں ہوئیں۔ چار خلفاء میں سے تین شہید ہوئے ہیں۔ یکم محرم سیدنا عمر ؓ کا شہادت کا دن، 18 ذوالحجہ سیدنا عثمان غنی ؓ کی شہادت کا دن، 21 رمضان سیدنا علی ؓ کی شہادت کا دن۔ اسلامی کیلنڈر میں کوئی دن نہیں بچے گا کہ جس دن ہمیں شہادت کا تصور نہ ملے، شہادتوں کے نذرانے پیش ہوتے ہوئے دکھائی نہ دیں۔ کہیں یہ شہادتیں دین کو غالب کرنے کے لیے ہوئی ہیں اور کہیں دین کے تحفظ اور توسیع کے لیے ہوئی ہیں۔

سیدنا حسین ؓ کہاں کھڑے ہوئے؟ جب انہیں محسوس ہوا کہ وقت کا حکمران ان اصولوں اور ضابطوں سے ہٹ رہا ہے جو اللہ کے رسول ﷺ دے گئے۔ جن پر سیدنا حسین ؓ کے والد اور دیگر خلفائے راشدین قائم رہے۔ اسلام شورائیت کا نظام دیتا ہے۔ جب دین کے اس مزاج سے ہٹ کر حکومت چلانے کا معاملہ سامنے آیا تو سیدنا حسین ؓ نے عزیمت کی راہ اختیار کرتے ہوئے اپنی اور اپنے گھرانے کی جانیں پیش کی ہیں اور بہت بڑی قربانی دی ہے۔ مگر آج ہم نے کیا کیا اور چند برسوں سے کیا کر رہے ہیں؟ کرسی کی لالچ کی وجہ سے اس وقت پاکستان حالت جنگ میں ہے اور اب تو سیاستدانوں کے طبقہ سے بھی آوازیں اٹھنا شروع ہو گئی ہیں کہ یہ ہم کیا کر رہے ہیں؟ ہم نے غم منانے کو ہی اپنا وطیرہ بنا لیا، کوئی سیدنا حسین ؓ کا غم منا رہا ہے، کوئی سیدنا عمر ؓ کا غم منا رہا ہے، کوئی سیدنا عثمان ؓ کا غم منا رہا ہے۔ لیکن جس عظیم مقصد کے لیے شہداء نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے ہیں اس مقصد کو ہی ہم بھولے ہوئے ہیں۔ یہ دن ہم کس طرح مناتے ہیں۔ دوسری طرف مری کی انتظامیہ نے ان دنوں میں پابندی لگا دی کہ مزید لوگ مری میں داخل نہ ہوں۔ چار چھٹیاں مل گئیں چلو جی انجوائے کرو۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! اللہ کے رسول ﷺ نے طائف کی گلیوں میں اپنا خون پیش کیا، اُحد کے میدان میں حضور ﷺ نے اپنا خون پیش کیا اور آپ ﷺ کے صحابہؓ شہید ہوئے، تین خلفائے راشدین شہید ہوئے، کس مقصد کے لیے؟ وہ مقصد آج ہم بھولے ہوئے ہیں۔ اور ان کی شہادت کا دن مناتے ہوئے ہم آج کیا کر رہے ہیں؟ یہ اُمت کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسلام کا صحیح پیروکار بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

❁❁❁

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(05 تا 07 اگست 2022ء)

جمعہ (5 اگست) کو قرآن اکیڈمی ڈیفنس میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔
ہفتہ (6 اگست) کو آپریشن کے بعد پٹی کھلوانے ہسپتال جانا ہوا۔
اتوار (7 اگست) کو احباب و رفقاء سے آن لائن نشست کی۔
دوران ہفتہ کچھ ریکارڈنگ بھی کروائی۔
نائب امیر سے تنظیمی امور کے حوالے سے آن لائن رابطہ رہا۔

وفاقی شرعی عدالت نے 1991ء میں ہی سود کے خلاف فیصلہ دے دیا تھا۔ اس وقت اگر ہمارے حکمران اپنا قبلہ درست کر لیتے تو آج پاکستان میں اس قدر مہنگائی ہوتی اور نہ ہی معاشی بحران: ایوب بیگ مرزا

آج اگر بیرونی دباؤ پر قومی اثاثے بیچے جا رہے ہیں تو کل بیرونی طاقتوں کی طرف سے یہ مطالبہ بھی آ سکتا ہے کہ پاکستان انڈیا کی بالادستی قبول کرے اور اپنے ایٹمی پروگرام کو رول بیک کرے: رضاء الحق

کیا پاکستان برائے فروخت ہے؟ کے موضوع پر

حالاتِ حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہارِ خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: حکومت نے معاشی بحران کے فوری حل کے طور پر ملکی و قومی اثاثے بیچنے کا پروگرام بنایا ہے اور اس حوالے سے آرڈیننس بھی تیاری کے مراحل میں ہے۔ اس آرڈیننس کے مقاصد کیا ہو سکتے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: 21 جولائی کی وفاقی کابینہ کی میٹنگ میں اس کی منظوری حاصل کی گئی تھی۔ اس آرڈیننس کا نام ہے: "Inter Government Transaction ordinance 2022" اس آرڈیننس کے مطابق ہمارے بعض نفع بخش ادارے فروخت کرنے کا پروگرام ہے۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ اس آرڈیننس میں حکومت نے تمام قسم کے قوانین و ضوابط اور اصولوں کو بالائے طاق رکھ دیا ہے۔ اگر دیکھا جائے تو نجکاری کوئی غلط بات نہیں ہے۔ نجکاری یعنی پرائیویٹائزیشن پہلے بھی ہوتی رہی ہے لیکن گزشتہ حکومتوں نے بعض تجربات کی وجہ سے چھ قوانین بنائے تھے کہ ان کو بائی پاس نہ کیا جائے گا لیکن اس آرڈیننس میں ان چھ کے چھ قوانین کو بائی پاس کیا جا رہا ہے۔ پھر یہ بھی طے کیا گیا ہے کہ کوئی انوسٹی گیشن اتھارٹی (نیب، ایف آئی اے وغیرہ) اس نجکاری کے پراسس کی تفتیش نہیں کر سکتی اور کسی عدالت میں اس کا ٹرائل نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا یہ اقدام خاصا تشویش کا باعث بن رہا ہے اور لگتا ایسا ہے کہ یہ دو چار ہفتوں میں گزر گزر جائیں گے۔ اس لیے کہ کوئی پابندی نہیں، کوئی قانون نہیں، صرف حکومت کا آرڈیننس ہے جو صدر کو بھیجا جائے گا چونکہ صدر دوسری پارٹی کا ہے لہٰذا ہرگز یہ توقع نہیں ہے کہ صدر اس کو منظور کرے گا۔ لیکن حکومت کے پاس دوسرا طریقہ ہے کہ وہ پارلیمنٹ کا مشترکہ اجلاس بلا کر منظور کروا لے۔ اصل میں وجہ یہ تھی کہ آئی ایم ایف پاکستان کو پیسہ دینے کے لیے پہلے بہت سی شرائط لگاتا رہا۔ جب پاکستان نے تمام شرائط مان لیں اور ہمارے وزیر خزانہ مفتاح اسمٰعیل نے خوشخبری سنا دی کہ ہم نے تمام شرائط منظور کر لی ہیں لہٰذا اب ہمیں آئی ایم ایف سے پروگرام مل جائے گا لیکن آئی ایم ایف نے ایک اضافی شرط لگا دی کہ پہلے سعودی عرب اور چین

مرتب: محمد رفیق چودھری

چار ارب ڈالر دیں یا کم از کم اس کی یقین دہانی کرائیں پھر ہم دیں گے۔ لہٰذا وہ مسئلہ ابھی تک اٹکا ہوا تھا۔ چنانچہ حکومت نے شاید ڈیفالٹ سے بچنے کے لیے قومی اثاثے بیچنے کا پروگرام بنایا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ڈیفالٹ سے بچنے کے لیے بھی ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ فروخت کیے جانے والے اثاثوں میں دو ایل این جی پلانٹ بمعہ مشینری، پاکستان پیٹرولیم لمیٹڈ (PPL) اور آئل گیس ڈویلپمنٹ کمپنی (OGDCL) لمیٹڈ، یہ تمام چیزیں انتہائی منافع بخش بھی ہیں۔ ان کا تعلق بدقسمتی سے ملکی سکیورٹی سے بھی ہے۔ کیونکہ تیل کا معاملہ بڑا حساس ہوتا ہے۔ لہٰذا عوام کی طرف سے اس حکومتی فیصلے کی شدید مخالفت ہو رہی ہے۔

سوال: نجکاری کا پراسس سابقہ حکومتوں میں بھی جاری رہا اور اس قسم کی نجکاری یعنی منافع بخش اداروں کے شیئرز بیچے جاتے رہے ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے پی ٹی سی ایل اور ایک بینک کے شیئرز یو اے ای کو بیچے گئے۔ اگر پی ٹی سی ایل کو بیچنے سے کچھ نہیں ہوا بلکہ اس کی سروسز بہتر ہوئی ہیں تو ان اداروں کی سروسز بھی بہتر ہوں گی۔ اس طرح پاکستان کے معاشی مسائل حل نہیں ہوں گے؟

ایوب بیگ مرزا: سب سے پہلے طے یہ ہو رہا ہے کہ ہمیں دو سے ڈھائی ارب ڈالر ملیں گے اور پھر کچھ عرصہ کے بعد ہم چار یا ساڑھے چار ارب ڈالر واپس کر کے ان اثاثوں کو واپس لے لیں گے۔ گویا سالانہ پچاس فیصد سود دینا پڑے گا۔ یعنی اس کی شرائط اس قسم کی ہیں جو ناقابلِ عمل دکھائی دیتی ہیں۔ لہٰذا یہاں تو محسوس ہو رہا ہے کہ ان اثاثہ جات کو کلیتاً بیچا جا رہا ہے۔ ان دونوں باتوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

سوال: اگر ہم یہ اثاثے کلیتاً بیچ دیتے ہیں تو یہ پاکستان کی سالمیت اور آزادی کے لیے کتنا بڑا خطرہ ہو گا؟

رضاء الحق: اصل میں آج کل عالمی سطح پر معاشی فوائد زیادہ اہمیت اختیار کر گئے ہیں اور برادر اسلامی ملک کا تصور پیچھے چلا گیا ہے۔ مثال کے طور پر پاکستان، چین، سعودی عرب اور یو اے ای سے ڈیفرڈ ادائیگی پر تیل اور قرضہ لیتا رہا ہے۔ لیکن چونکہ پاکستان قرضہ لوٹا نہیں پاتا تو وہ پھر کہتے ہیں کہ ہم آپ کو مزید قرضہ نہیں دیں گے اور آئی ایم ایف نے بھی ایک سخت شرط رکھی ہوئی کہ آپ پہلے اپنے دوست ممالک سے ساڑھے چار ارب ڈالر لیں تب ہم آپ کو قرضہ دیں گے اور دوست ممالک کہتے ہیں کہ آپ پہلا ہی قرضہ چکانے کے قابل نہیں ہیں تو اس لیے ہم مزید نہیں دے سکتے۔ چنانچہ پھر پاکستان نے اس آپشن کو استعمال کرنے کا پروگرام بنایا کہ ان منافع بخش قومی اثاثہ جات کو سیل کر دیا جائے اور شیئرز خریدنے کا مطلب بھی یہی ہے کہ اس کو سیل کر رہے ہیں۔ لیکن جب بھی قومی اثاثہ کو پرائیویٹائز یا سیل کیا جاتا ہے تو اس کا ایک پورا پراسس ہوتا ہے تاکہ وہ غلط ہاتھوں میں نہ جائے

اور شفافیت رہے۔ جیسے ایک بولی کا پروسیجر ہوتا ہے کہ مختلف کمپنیاں اور ممالک بولی لگاتے ہیں اور پھر ان میں جو کمپنی ملکی مفاد کے حوالے سے سب سے زیادہ مناسب ہوتی ہے اس کو قبول کیا جاتا ہے۔ پھر اگر اس ٹرانزکشن میں کہیں کوئی پرابلم ہو تو اس کو انویسٹی گیٹ بھی کیا جاتا ہے اور ساتھ عدالت کا دروازہ بھی کھٹکھٹایا جا سکتا ہے۔ لیکن جب یہ ساری چیزیں بائی پاس کر کے کوئی کام کیا جاتا ہے تو ایسے پراسس پر سوالات اٹھتے ہیں۔ پاکستان میں پہلے بھی ملکی مفادات کے خلاف ایسے فیصلے ہوتے رہے جن کی وجہ سے پاکستان کو نقصان پہنچا۔ نائن الیون کے بعد جب دہشت گردی کی جنگ شروع کی گئی تو امریکہ نے پاکستان کے سامنے جتنی شرائط رکھیں اس وقت کے صدر اور آرمی چیف پرویز مشرف نے اس سے آگے بڑھ کر ان کو قبول کیا جس کی وجہ سے جو نقصان پاکستان کو ہوا وہ آج تک ہم بھگت رہے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ پاکستان تیس سال سے معاشی غلامی کا شکار ہے جس کی وجہ سے عالمی معاشی ادارے اور طاقتیں پاکستان کو ٹارگٹ کر رہے ہیں اور اپنی بہت ساری باتیں منواتیں ہیں۔ مثال کے طور پر اگر آج وہ کہتے ہیں کہ اپنے اثاثہ جات بیچ دو تو اس کے بعد ان کا اگلا مطالبہ اس سے بھی بڑا ہو سکتا ہے۔ یہ مطالبہ بھی آسکتا ہے کہ پاکستان انڈیا کے نیچے رہ کر کام کرے، اور اپنے ایٹمی پروگرام کو رول بیک کرے اور اسرائیل کو تسلیم کرے۔ یہ ساری باتیں امریکہ چاہتا ہے اور یہ ساری چیزیں ملکی سالمیت، خودمختاری اور آزادی کے لیے سنگین خطرہ ہیں۔

سوال: پچھلے دنوں ہمارے آرمی چیف قمر جاوید باجوہ صاحب نے امریکن ٹاپ لیڈر شپ کو فون کر کے درخواست کی کہ آئی ایم ایف پاکستان کو جو قرضہ دے رہا ہے اس میں جلدی کرے اور امریکہ اس میں اپنا اثر و رسوخ استعمال کرے۔ کیا امریکہ پاکستان کی خاطر آئی ایم ایف پر کوئی پریشر ڈالے گا، اس میں امریکہ کا کیا مفاد ہوگا اور یہ اقدام ملکی سلامتی کے لیے کتنا خطرناک ہو سکتا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت غلط سمت میں بات گئی ہے۔ حکومت کو کسی صورت اس معاملے میں آرمی چیف کو درمیان میں نہیں لانا چاہیے تھا۔ کیونکہ آرمی چیف اگر ملوث ہوگا تو پھر عسکری معاملات انوالو ہوں گے اور امریکہ کے بارے میں مشہور ہے کہ وہاں بغیر قیمت ادا کیے کوئی بات نہیں ہوتی۔ There is no free Lunch۔ پتا نہیں یہ بات درست ہے یا غلط لیکن یہ بات پھیلا دی گئی ہے کہ ایمن الظواہری کو شہید کرنے کے لیے امریکہ نے پاکستان کی فضا استعمال کی ہے۔ پھر اس قسم کے سوالات اٹھتے ہیں کہ آخر کار امریکہ نے ایسا کیوں کیا؟ اصل میں محسوس یہ ہوتا ہے کہ امریکہ افغانستان کے معاملے میں اپنی پالیسی کی تشکیل نو کر رہا ہے کیونکہ اس نے افغانستان میں داخل ہو کر زمینی سطح پر بڑے نقصانات اٹھائے ہیں۔ لیکن فضائی حملوں میں اسے افغانستان سے کوئی مزاحمت نہیں ملتی۔ امریکہ نے پہلے جب افغانستان پر حملہ کیا تھا تو بہانہ یہی تھا کہ ملا عمر افغانستان میں اسلامی فلاحی ریاست بنانا چاہتا ہے۔ اب بھی امریکہ نے افغانستان پر بہت زیادہ معاشی پریشر ڈالا اور پاکستان سمیت دوسروں ملکوں کو بھی

> **پتا نہیں یہ بات درست ہے یا غلط لیکن یہ بات پھیلا دی گئی ہے کہ ایمن الظواہری کو شہید کرنے کے لیے امریکہ نے پاکستان کی فضا استعمال کی۔**

مجبور کیا کہ کوئی طالبان حکومت کو تسلیم نہ کرے، اس کا خیال تھا کہ اس کے نتیجے میں افغانستان ڈھیر ہو جائے گا اور امریکہ کے آگے ہاتھ پھیلانے کے لیے مجبور ہو جائے گا اور اس طرح افغانستان کو اسلامی نظام چھوڑنا پڑے گا۔ لیکن اس نے دیکھا کہ طالبان تو کسی چیز کی بھی پروا نہیں کر رہے بلکہ وہ مگن ہو کر اپنے راستے پر چل رہے ہیں۔ لہٰذا معلوم ہوتا ہے کہ امریکہ پھر افغانستان میں مداخلت کر رہا ہے لیکن اب مداخلت صرف فضائی رستے سے ہوگی۔ یعنی امریکہ جب چاہے گا میزائل داغ کر افغانستان کو نقصان پہنچائے گا اور طالبان کو ایک مستحکم حکومت بنانے سے روکے گا۔ ہماری خواہش اور دعا ہے کہ اس میں پاکستان بالکل لاتعلق رہے اور پہلے کی طرح فرنٹ لائن اتحادی نہ بن جائے۔ وگرنہ اگر پاکستان نے امریکہ کا اتحادی بن کر افغانستان میں مداخلت کی تو ہمیں پہلے سے زیادہ نقصان ہو سکتا ہے اور افغانی اس دفعہ ہمیں معاف نہیں کریں گے۔ ہمیں اس معاملے میں بالکل غیر جانبدار ہونا چاہیے۔

سوال: قومی اثاثہ جات کو بیچنا اور IMF سے قرض لینا پاکستان کی تاریخ کا حصہ رہا ہے، حالیہ 24 واں پروگرام ہم IMF سے لے رہے ہیں۔ اگر ہم قومی اثاثہ جات بھی نہ بیچیں اور آئی ایم ایف کے پاس بھی نہ جائیں تو ہمارے پاس آپشن کیا رہ جاتا ہے؟

رضاء الحق: پاکستان نے 2006ء میں اپنے اثاثے گروی رکھوائے، پھر 2013ء سے 2016ء تک اور پھر 2018ء اور 2021ء میں بھی اثاثے گروی رکھوائے۔ موٹرویز کے سیکشنز کو ایک سے زیادہ مرتبہ گروی رکھوایا جا چکا ہے۔ اسلام آباد ایئرپورٹ، ملتان ایئرپورٹ، کراچی جناح انٹرنیشنل ایئرپورٹ بھی اس میں شامل ہیں۔ قومی اثاثے گروی رکھوانے کی اصل وجہ یہی ہے کہ عالمی مالیاتی اداروں سے جب قرضہ مانگا جاتا ہے تو وہ کوئی نہ کوئی سیکورٹی ضرور مانگتے ہیں۔ اس کے جواب میں ہم کچھ نہ کچھ گروی رکھواتے ہیں۔ لیکن جب آپ کوئی گارنٹی نہیں دے پاتے اور آپ کا ٹریک ریکارڈ بھی اچھا نہیں ہوتا تو پھر وہ سخت شرائط رکھتے ہیں۔ ہم 24 مرتبہ IMF کے پاس جا چکے ہیں اور اس کے علاوہ کئی مرتبہ ہم ایمرجنسی فنڈز حاصل کرنے کے لیے بھی جا چکے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ پاکستان کا ٹریک ریکارڈ اچھا نہیں ہے۔ پاکستان نے ابھی تک ڈیفالٹ تو نہیں کیا جس کا مطلب ہے کہ ایسی صورت حال نہیں آئی کہ ہمارے گروی رکھوائے ہوئے اثاثوں کو ضبط کرنے کی کوشش کی گئی ہو۔ البتہ ایک معاملہ ایسا تھا جس کو رکوڈیک کیس بھی کہا جاتا ہے۔ اس وقت کے چیف جسٹس افتخار چودھری نے ایک فیصلہ دیا تھا جس کی وجہ سے تنازع کھڑا ہو گیا تھا۔ پھر بیرونی کمپنیز وہ معاملہ عالمی عدالت میں لے گئیں۔ جس کی وجہ سے پاکستان کی دو پراپرٹیز کو ضبط کروا لیا گیا تھا۔ لیکن پچھلے دور حکومت میں چھ یا سات بلین ڈالر میں وہ معاملہ کچھ طے ہو گیا۔ اسی طرح کچھ دیگر ممالک ہیں جو IMF کے پاس جاتے ہی نہیں۔ البتہ ساؤتھ امریکہ کے کچھ ممالک جن میں ایکوڈور اور چلی شامل ہیں وہ IMF کے پاس جاتے رہے۔ نتیجتاً ان پر بھی بہت قرضہ چڑھ گیا جس کو وہ واپس نہیں کر پا رہے تھے حتیٰ کہ ڈیفالٹ کے قریب ہو گئے۔ چنانچہ پھر ایک کنسورشیم کے تحت انہوں نے اپنے لیگل ایکسپرٹس کو اکٹھا کیا اور IMF کے سامنے یہ دلیل رکھی کہ ہمیں جو خسارہ ہوا ہے اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ IMF نے ان لوگوں کو قرضے دیے جو کرپٹ تھے اور انہوں نے پیسہ ملک پر لگانے کی بجائے کرپشن میں استعمال کیا۔ چونکہ یہ تمام قرضے ناجائز اور بدبودار ہیں لہٰذا ہم یہ قرضے واپس نہیں کریں گے۔

چنانچہ ایک لمبے پروسیجر کے بعد انہوں نے تقریباً 80 فیصد قرضہ معاف کروالیا۔ پاکستان کے پاس بھی کچھ آپشنز ہیں۔ شارٹ ٹرم آپشنز یہ ہوتی ہیں کہ ملک ایک خاص سمت میں سٹینڈ لے لے ۔ کیونکہ آج معیشت اور جیوسٹریٹجکل معاملات کو علیحدہ نہیں کیا جاسکتا۔ اگر آپ روس اور چین کے بلاک کے قریب ہوتے ہیں تو ان کے ساتھ آپ کے معاہدات ہوں گے جس کے نتیجہ میں معاشی ترقی اور انوسٹمنٹ وغیرہ بڑھتی ہے ۔ مثال کے طور پر سی پیک کا معاملہ دوبارہ تیز کرنے کی ضرورت ہے۔ پھر آپ اپنے جن تجارتی پارٹنرز سے امپورٹ کرتے ہیں ان کے ساتھ ایکسپورٹ بھی شروع کریں۔ اسی طرح اپنے ملکی انوسٹرز کو مواقع فراہم کریں کہ وہ دوسرے ممالک میں بھی کمپنیز کھولیں۔ پھر آپ نے اپنے اثاثہ جات کی نجکاری کرنی ہے تو اپنے ملکی انوسٹرز کو ترجیح دیں اور وہ بھی اپنی نیشنل ڈیوٹی سمجھ کر اس میں انوالو ہوں۔ اسی طرح کرپشن کا مکمل خاتمہ کیا جائے ۔ اس کے بغیر آگے بڑھنے کا کوئی طریقہ نہیں ہے۔ پھر ٹیکس ریفارم بہت اہم ہیں۔ خاص طور پر ڈائریکٹ ٹیکسوں میں ریفارم لانے کی ضرورت ہے تاکہ جو لوگ ٹیکس ادا کرسکتے ہیں ان سے حاصل کیا جائے اور
جن کی ضرورت ہے ان کو ترقی پہنچائی جائے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ سودی نظام کا مکمل خاتمہ کیا جائے۔

سوال: 28 اپریل 2022ء، 27 رمضان 1443ھ کو وفاقی شرعی عدالت نے سود کے خلاف بڑا معرکۃ الاراء فیصلہ دیا۔ اس سے پہلے ایک فیصلہ 1991ء میں آیا تھا۔ اُس فیصلے سے لے کر آج تک ہماری حکومتوں نے اس پر عمل درآمد کی کوئی صورت نیک نیتی کے ساتھ نکالی ہوتی تو آج پاکستان کو موجودہ حالات کا سامنا ہوتا؟

ایوب بیگ مرزا: آپ نے درست فرمایا۔ کاش ہم اس وقت اس پر سٹینڈ لے لیتے ۔لیکن اس وقت کی حکومت نے اس کے خلاف اپیل دائر کردی اور یہ معاملہ لٹکا رہا۔ پھر 1999ء میں شریعت اپیلٹ بنچ نے بھی سود کے خلاف فیصلہ کو برقرار رکھا۔ اس کے بعد بھی ہم قبلہ درست کر لیتے تو آج یہ حالت نہ ہوتی ۔ 1991ء میں پاکستان پر صرف 18 ارب ڈالر قرضہ تھا اور آج ہم پر 134 ارب ڈالر قرضہ ہے۔ اُس وقت نکلنا کافی آسان تھا لیکن آج نکلنا بہت مشکل ہے۔ اللہ ہمیں نکال دے یا کوئی ایسا مردِ حر کوئی فیصلہ لے لے کہ ہم سود ادا نہیں کریں گے۔ مثال کے طور پر پاکستان نے امریکہ سے F-16 طیارے خریدے تھے اور ایڈوانس ادائیگی کردی تھی لیکن امریکہ نے آئین میں ترمیم کرکے سیاسی فیصلہ کردیا کہ پاکستان کو ایف 16 طیارے نہ دیے جائیں اور زیادتی کی انتہا دیکھیں کہ ہماری رقم ہمیں واپس کرنے کی بجائے جلی ہوئی گندم ہمیں بدلے میں دے دی اور ہم چونکہ غلام ہیں لہٰذا بغیر اعتراض کیے ہم نے جلی ہوئی گندم لے لی ۔ آج پاکستان بھی وہی آپشن استعمال کرسکتا ہے کہ ہماری عدالت نے فیصلہ دے دیا ہے کہ ہم سودی لین دین نہیں کریں گے اور ہمارا مذہب بھی سودی لین دین کی اجازت نہیں دیتا لہٰذا ہم سود نہیں دیں گے البتہ جو اصل زر ہے ہم وہ ادا کریں گے۔ لیکن اس کے لیے ایسا باہمت حکمران چاہیے جو ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرسکے۔ اصل بات وہی ہے کہ ہمارے حکمرانوں میں یہ جرأت کہاں سے آئے گی۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ جوابی اقدامات ایسے کریں گے کہ پاکستان بہت سے مصائب میں پھنس جائے گا لیکن اس سے ہم مریں گے نہیں ۔ کیونکہ اگر اللہ نے سود کو حرام قرار دیا ہے تو اس کے چھوڑنے سے کوئی مر نہیں سکتا۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم صاف انکار کریں اور ڈٹ جائیں۔ ہم نے کہا تھا کہ گھاس کھائیں گے لیکن ایٹم بم بنائیں گے ۔ اس وقت تو ڈالر آ گئے کسی وجہ سے اور گھاس کھانے کی ضرورت نہیں پڑی۔ لیکن اب واقعتاً گھاس کھانے کا وقت آچکا ہے اور قوم میں اگر کوئی جرأت، حمیت وغیرت ہے تو اس پر تیار ہوجائے کہ ہم ہر صورت سود چھوڑ دیں گے اور اس کے جو بھی نتائج نکلیں گے وہ ہم بھگتیں گے۔ یہ صرف حکمران اکیلے نہیں کرسکتے بلکہ اس میں عوام کو ساتھ دینا ہوگا تب ہی یہ ممکن ہے۔

سوال: کہا جارہا ہے کہ اگر پاکستان نے اپنے معاشی حالات پر قابو نہ پایا تو پاکستان کے حالات سری لنکا جیسے ہوجائیں گے ۔ پاکستان کو معاشی بحران سے نکالنے کے لیے کن عملی اقدامات کی ضرورت ہے؟

رضاء الحق: اصل بات یہ ہے کہ معاشی بحران کی سب سے بڑی وجہ آئی ایم ایف کا سودی قرض ہے۔ یہ حقیقت اب واضح ہوچکی ہے کہ آئی ایم ایف سے قرض لینے میں صرف نقصان ہی نقصان ہے۔ آئی ایم ایف کے ڈائریکٹر لیول کے شخص جان پرکنز نے کتاب لکھی:

"Confessions of an Economic Hit Man"

اکنامک ہٹ مین کا مطلب ہے اکانومی کے ذریعے ممالک کو ٹارگٹ کرنا اور تباہ کرنا۔ اس میں اس نے پوری تفصیل بتائی کہ عالمی مالیاتی اداروں نے کس طرح 1950ء کے بعد سے مختلف ممالک کو بڑے بڑے خواب دکھا کر قرضہ دیا کہ آپ ایئرپورٹس بنائیں، موٹرویز بنائیں، سڑکیں بنائیں اور ساتھ کرپٹ حکمرانوں کا راستہ ہموار کیا جو قرض میں لیا ہوا پیسہ لے اُڑے اور وہ ممالک قرض میں پھنس گئے ۔ اس کی بڑی مثال پاکستان ہے۔ لیکن پاکستان کے بارے میں ہیلری کلنٹن نے کہا تھا:

"Pakistan is too big a country to fail."

یعنی اگر پاکستان کو خدانخواستہ کوئی نقصان پہنچتا ہے اور یہاں انتشار پھیلتا ہے تو اس کی زد میں پاکستان کے آس پاس کے ممالک بھی آئیں گے ۔یعنی پورے خطے کو نقصان پہنچے گا اور اس کی وجہ سے پوری دنیا کو نقصان پہنچے گا۔ لہٰذا اس کا بظاہر امکان نہیں ہے کہ پاکستان کا انجام سری لنکا جیسا ہو۔

ایوب بیگ مرزا: سری لنکا اور پاکستان میں کافی فرق ہے۔ پاکستان کی جغرافیائی پوزیشن سری لنکا سے بالکل مختلف ہے ۔ پھر پاکستان ایک ایٹمی قوت ہے ۔ ایسے ملک کو گرانا اتنا آسان نہیں ہوتا۔ البتہ ہماری ناکامیوں میں اصلاً کردار اپنا ہی ہے ۔ دوسرے ہمیشہ کمزوری کا فائدہ اٹھاتے ہیں ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان ایک بڑا ملک ہے، 22 کروڑ کی آبادی ہے لیکن سوویت یونین اس سے بھی بڑا ملک تھا اور وہ پاکستان سے بہت بڑی ایٹمی قوت تھا لیکن اس کے باوجود وہ پاش پاش ہوگیا۔ لہٰذا پاکستان کے حکمرانوں اور عوام کو اب الرٹ ہوجانا چاہیے، روز روز مواقع نہیں ملتے اور نہ قدرت معاف کرتی ہے ۔ اب ہمیں دو کام کرنے میں تن من دھن لگانا ہوگا۔ ایک قرضے سے بچنا اور دوسرا کرپشن سے بچنا۔ کیونکہ کرپشن نے ہمارا بیڑا غرق کیا ہے ۔ آئی ایم ایف جہاں جہاں پیسے دیتا ہے وہاں لوگوں کو کرپٹ بھی کرتا ہے ۔ اس کی خواہش ہوتی ہے کہ میرا دیا ہوا پیسہ حکمران کھا جائیں تاکہ اگلی دفعہ یہ میرے پاس مانگنے آئیں تو میری شرائط مزید سخت ہوں۔ آئی ایم ایف عالمی قوتوں کے شکنجے میں ہے جس کے ذریعے وہ قوتیں سیاسی فائدے اٹھاتی ہیں ۔ بہرحال اب ہمارے لیے غلطی کی گنجائش نہیں ہے۔ اگر اب ہم کرپشن سے باز نہ آئے اور اپنی چادر دیکھ کر پاؤں نہ پھیلائے تو ہمارے لیے سری لنکا بن جانا ناممکن بھی نہیں ہے۔

❁❁❁

قارئین پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

ام الشہداء حضرت عفراء رضی اللہ عنہا بنت عبید انصاریہ

تاریخ اسلام کی وہ واحد خوش نصیب خاتون جن کے سات مجاہد بیٹے حق و باطل کے پہلے عظیم الشان معرکہ غزوۂ بدر میں شریک ہوئے۔

فرید اللہ مروت

نام و نسب

نام عفراء رضی اللہ عنہا، والد کا نام عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار۔ والدہ کا نام رعاہ بنت عدی بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن نجار تھا۔ عفراء کا مطلب ہے سرخی مائل گورے رنگ والی۔

حضرت عفراء انصاریہ رضی اللہ عنہا کا تعلق مدینہ منورہ کے مشہور قبیلہ خزرج کی معزز ترین شاخ بنو نجار سے تھا۔

قبول اسلام

امام جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عفراء رضی اللہ عنہا نے اسلام کے دور اوّل میں اسلام قبول کیا۔ رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ (صفۃ الصفوہ، جلد دوم)

پہلا نکاح

حضرت عفراء رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح حارث بن رفاعہ رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ اور اُن کی صلب سے تین لڑکے حضرت معاذ، حضرت معوذ اور حضرت عوف رضی اللہ عنہم پیدا ہوئے۔

دوسرا نکاح

خاوند کی وفات کے بعد حضرت عفراء رضی اللہ عنہا کا دوسرا نکاح بکیر عبد یالیل لیثی سے ہوا اور اُن کی صلب سے چار بیٹے حضرت ایاس، حضرت عامر، حضرت خالد اور حضرت عاقل رضی اللہ عنہم پیدا ہوئے۔

بیٹوں کو جنگ بدر میں شرکت کا اعزاز

حضرت عفراء رضی اللہ عنہا کے سات بیٹوں کو جنگ بدر میں شرکت کا اعزاز حاصل ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا کے بیٹوں کا شمار نبی کریم ﷺ کے نہایت مخلص اور جاں نثار صحابہؓ میں ہوتا ہے۔ آپؓ کے ساتوں بیٹوں نے غزوۂ بدر میں عمدہ کردار ادا کیا۔ معرکے کے آغاز میں جب شیبہ، عتبہ اور ولید بن عتبہ نے مبارزت طلبی کی تو سب سے پہلے ابناء عفراء معاذ، معوذ اور عوف رضی اللہ عنہم عتبہ، شیبہ اور ولید بن عتبہ کے مقابلے میں تیغ بکف میدان میں نکلے اور لڑنے کی دعوت دی مگر مشرکین نے انکار کر دیا کہ یہ ہمارے ہم پلہ نہیں۔ حضور ﷺ نے ان کو واپس بلا لیا اور حضرت حمزہ، حضرت علی اور حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہم کو مقابلے کے لیے بھیجا اور انہوں نے اپنے حریفوں کو پلک جھپکتے ہی واصل جہنم کر دیا۔

ولولۂ جہاد کب دب سکتا تھا۔ ان مدنی صاحبزادوں کا سب سے بڑا کارنامہ سب سے بڑے دشمن اسلام ابو جہل کو جہنم رسید کرنا تھا۔ دونوں بھائیوں حضرت معاذ اور معوذ رضی اللہ عنہما نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے ابو جہل کے بارے میں پوچھا۔ اشارہ ملتے ہی دونوں باز کی طرح جھپٹے اور ابو جہل کو قتل کر ڈالا۔ حضرت عفراء رضی اللہ عنہا کے علاوہ کسی اور خاتون کو یہ شرف حاصل نہیں کہ ان کے سات بیٹے کسی معرکہ میں شریک ہوئے ہوں۔

چھ شہداء کی ماں کا اعزاز

امام جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عفراء رضی اللہ عنہا کے سات بیٹوں میں چھ بیٹوں نے جام شہادت نوش کیا۔ حضرت معاذ، حضرت معوذ اور حضرت عاقل رضی اللہ عنہم نے غزوۂ بدر میں شہادت پائی، حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے رجیع کے حادثہ میں، حضرت عامر رضی اللہ عنہ نے معونہ کے حادثہ میں اور حضرت ایاس رضی اللہ عنہ نے جنگ یمامہ میں شہادت پائی۔ اور ان میں سے صرف ایک بیٹا حضرت عوف طبعی موت دنیا سے رخصت ہوا۔ (صفۃ الصفوہ: جلد دوم)

بیٹوں کی شہادت پر صبر

اس عظیم خاتون نے اپنے بیٹوں کی شہادت پر صبر کیا اور بجائے رونے دھونے کے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

فضل و کمال

حضرت عفراء رضی اللہ عنہا بہت دیندار اور پرہیزگار خاتون تھیں۔ عبادت میں نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ مصروف رہتی تھیں۔

نبی کریم ﷺ سے خصوصی عقیدت تھی۔ پوری زندگی اللہ تعالیٰ کے احکام اور حضرت محمد ﷺ کے طریقوں کے مطابق زندگی گزارنے پر کاربند رہیں۔

وفات

ان کی تاریخ وفات اور دیگر حالات کا ذکر معلوم نہیں۔

اللہ تعالیٰ حضرت عفراء رضی اللہ عنہا اور ان کے خاندان پر اپنی رحمت کی برکھا برسائے اور تمام صحابیاتؓ کے درجات کو بلند کرے۔ آمین یارب العالمین! ❁❁❁

رفقاء متوجہ ہوں ان شاء اللہ

”قرآن اکیڈمی سعید کالونی نمبر 2 فیصل آباد (حلقہ فیصل آباد)“ میں

02 تا 04 ستمبر 2022ء (بروز جمعۃ المبارک نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

نقباء کورس

(نئے و متوقع نقباء کے لیے) کا انعقاد ہو رہا ہے،

زیادہ سے زیادہ رفقاء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0300-7914988/041-8732325

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: (042)35473375-78

موجودہ احیائی مساعی کا اجمالی جائزہ اور تنظیمِ اسلامی کا محل و مقام (2)

ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ

(گزشتہ سے پیوستہ)

اس ہمہ جہتی احیائی عمل کا دوسرا اہم گوشہ وہ ہے جس میں علمائے کرام کی مختلف جماعتیں اور تنظیمیں سرگرم کار اور اپنے اپنے مخصوص انداز میں اسلام اور مسلمانوں کی خدمت میں مصروف و مشغول ہیں۔

اور واقعہ یہ ہے کہ اس پہلو سے بھی برصغیر ہند و پاک کو پورے عالم اسلام میں ایک امتیازی مقام حاصل ہے چنانچہ علماء دین کو جس قدر اثر (Hold) یہاں کے مسلمان عوام پر حاصل ہے وہ دنیا میں کہیں اور نظر نہیں آتا اور راسخ العقیدہ اسلام (Orthodox Islam) جتنی مضبوط جڑیں یہاں رکھتا ہے کہیں اور نہیں رکھتا۔ حتیٰ کہ جزیرہ نمائے عرب بھی، جہاں اس صدی کے وسط تک محمد ابن عبدالوہاب رحمہ اللہ کی تجدیدی مساعی کے گہرے اثرات قائم رہے ہیں۔ اب اس معاملے میں بہت پیچھے رہ گیا ہے۔

اس کی وجہ بھی بادنیٰ تامل سمجھ میں آ جاتی ہے اور وہ یہ کہ امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ ایسی جامع شخصیت گزشتہ تین سو سالوں کے دوران میں پورے عالم اسلام میں پیدا نہیں ہوئی اور انہوں نے مسلمانوں کی توجہ علم دین کے اصل سرچشموں یعنی قرآن اور حدیث کی جانب منعطف کرانے کے ساتھ ساتھ فکر اسلامی کی تدوین نو کا جو عظیم الشان کارنامہ سرانجام دیا اسی کا نتیجہ ہے کہ یہاں دین اور رجالِ دین کی ساکھ از سر نو مضبوط ہو گئی۔

اس ضمن میں یہ حقیقت بھی پیش نظر رکھنی چاہئے کہ علماء دین کی مساعی میں اصل زور (Emphasis) دور حاضر میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور تجدید و احیائے دین کے تقاضوں کو پورا کرنے کے بجائے دین کے نظام عقائد واعمال کی حفاظت و مدافعت ہی پر ہے۔ اس طرح گویا ظاہری اعتبار سے ان کی خدمات کو سابق مجددین اسلام کی مساعی کے ساتھ ایک نوع کے تسلسل کی نسبت حاصل ہے۔ اگرچہ حقیقت کے اعتبار سے بعض اہم فرق بھی ہیں۔ مثلاً ایک یہ کہ جب سے اجتہاد کا دروازہ بند ہوا اور تقلید جامد کا دور دورہ ہوا اور تشتت وانتشار اور فرقہ پرستی و گروہ بندی نے پاؤں جما لیے، ہر فرقے کے علماء کرام دین کے نظام عقائد واعمال کی خاص اسی صورت کی حفاظت و مدافعت پر سارا زور صرف کر رہے ہیں جو ان کے مخصوص فرقے یا گروہ کے نزدیک معتبر و مستند ہے، جس سے فرقہ بندی کی جڑیں مضبوط تر ہوتی چلی جا رہی ہیں۔ دوسرے چونکہ انہوں نے علوم جدیدہ اور دور حاضر کے افکار و نظریات کا مطالعہ اس طرح براہ راست اور بالاستیعاب نہیں کیا جس طرح اپنے اپنے دور میں امام غزالی اور امام ابن تیمیہ رحمہما اللہ نے کیا تھا لہٰذا وہ دورِ حاضر میں حفاظت و مدافعت دین کے اصل تقاضوں کو بھی صحیح طور پر پورا کرنے سے قاصر ہیں۔

لہٰذا دورِ حاضر میں علماء دین کی حیثیت دین کے جہاز کو آگے بڑھانے والی قوت فراہم کرنے والے انجن کی تو نہیں ہے البتہ کم از کم برصغیر پاک و ہند کی حد تک ایک ایسے بھاری لنگر کی ضرور ہے جو اس کشتی کو غلط رخ پر بڑھنے سے روکنے کی خدمت بہرحال سرانجام دے سکتا ہے۔ اور فی زمانہ یہ بھی ایک اہم خدمت ہے۔

برصغیر میں اس سلسلے میں ایک اہم مقام اور مرتبہ دیوبندی مکتب فکر کو حاصل ہے جو امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے 'فکر' کا نہ سہی 'علم' کا وارث ضرور ہے۔ اور جس کی کوکھ سے دینی مدرسوں اور دارالعلوموں کے ایک عظیم سلسلے کے علاوہ ایک عظیم تحریک بھی برآمد ہوئی ہے جس نے راسخ العقیدہ اسلام کی جڑوں کی آبیاری کے ساتھ ساتھ توجہات کو حقائق ایمانی پر مرتکز (Focus) کر دیا اور جس کے زیر اثر کم از کم ایسے لوگ ضرور دین سے قریب ہو رہے ہیں جن کے اذہان فکری و نظری اشکالات سے خالی ہوتے ہیں اور جن کے قلوب میں نیکی کا ایک جذبہ خواہ نیم خوابیدہ حالت ہی میں سہی بہرحال موجود ضرور ہوتا ہے۔ ہماری مراد جماعت تبلیغی سے ہے جس نے اس دور میں دین و مذہب کے نام پر ایک عظیم حرکت عالم اسلام ہی نہیں، دیار غیر میں بھی برپا کر دی ہے اور جس کے زیر اثر عوامی سطح ہی پر سہی بہرحال 'تجدید ایمان' کی ایک تحریک بالفعل برپا ہو گئی ہے اور جسے بلاشبہ زیر بحث 'ہمہ جہتی احیائی عمل' میں ایک اہم مقام حاصل ہے۔

اس 'ہمہ جہتی احیائی عمل' کا تیسرا اور اہم ترین گوشہ وہ ہے جس میں وہ جماعتیں اور تنظیمیں برسرکار ہیں جو قائم ہی خالص احیائی مقاصد کے تحت ہوئیں اور جنہیں اب اس احیائی عمل کے اعتبار سے گویا مقدمۃ الجیش کی حیثیت حاصل ہے۔ مختلف مسلمان ممالک میں ایسی جماعتیں اور تنظیمیں مختلف ناموں کے تحت کام کرتی رہی ہیں لیکن "ہے ایک ہی جذبہ کہیں واضح کہیں مبہم" اور "ہے ایک ہی نغمہ کہیں اونچا کہیں مدھم" کے مصداق ان کی حیثیت ایک ہی تحریک کے تحت کام کرنے والی مختلف تنظیمی ہیئتوں کی ہے۔

ان جماعتوں میں سے اگرچہ ایک دور میں جوش اور جذبے کی شدت اور اثر و نفوذ کی وسعت کے اعتبار سے مصر کی 'الاخوان المسلمون' توجہات اور امیدوں کا مرکز بن گئی تھی۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ احیائی عمل کے اس گوشے میں بھی اصل اہمیت برصغیر ہند و پاک ہی کو حاصل ہے۔

برصغیر میں اس تحریک احیائے دین کے مؤسس اولین اور داعیِ اول کی حیثیت مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم کو حاصل ہے جنہوں نے اس صدی کے بالکل اوائل میں 'الہلال' اور 'البلاغ' کے ذریعے "حکومت الٰہیہ" کے قیام اور اس کے لیے ایک "حزب اللہ" کی تاسیس کی پُرزور دعوت پیش کی۔ مولانا کے مخصوص طرزِ نگارش اور اندازِ خطابت نے خصوصاً تحریک خلافت کے دوران میں ان کی شہرت کو برصغیر کے طول و عرض میں پھیلایا اور ان کی دعوت نے لاکھوں مسلمانوں کے دلوں کو مسخر کر لیا۔ لیکن اس کے بعد اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کس سبب سے انہوں نے اس عظیم مشن کو خیرباد کہہ کر انڈین نیشنل کانگریس میں شمولیت اختیار کر لی اور باقی پوری زندگی پوری یکسوئی اور کمال مستقل مزاجی کے ساتھ ہندوستان کی نیشنلسٹ سیاست کی نذر کر دی۔

مولانا کی زندگی کے اس عظیم انقلاب کے ممکن اسباب میں ان کی حد سے بڑھی ہوئی ذہانت کو بھی شمار کیا جا

سکتا ہے کہ ع ”اے روشنی طبع تو برمن بلا شدی!“ مولانا بلاشبہ عبقری تھے اور عبقری انسان زیادہ عملی نہیں ہوا کرتے۔ اس کا کچھ سراغ ان کے اس جملے میں بھی ملتا ہے کہ ”ہم بیک وقت گلیم زہد اور ردائے رندی اوڑھنے کے جرم کے مرتکب ہیں۔“ اور ایک خیال جو زیادہ قرین قیاس ہے یہ بھی ہے کہ مولانا کی حیثیت ایک سکہ بند اور مسلّم عالم دین کی نہ تھی اور اس وقت تک مسلمانانِ ہند پر علماء کی گرفت بہت مضبوط تھی لہٰذا مولانا کو گویا راستہ بند نظر آیا۔

اس کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے جو پروفیسر یوسف سلیم چشتی کے ذریعے ہم تک پہنچی اور جس کا حاصل یہ ہے کہ آٹھ سال کے عرصے میں اپنے پیش نظر مقصد کے لیے تمہیدی مراحل کی تکمیل کے بعد اپریل 1920ء میں مولانا نے دہلی میں منعقدہ جمعیت علمائے ہند کی کانفرس میں مفتی کفایت اللہ مرحوم اور مولانا احمد سعید مرحوم کے تعاون سے اگلا قدم اٹھانے کی سکیم بنائی۔ چنانچہ پہلے خود انہوں نے تقریر کی اور اپنے جوشِ خطابت سے حاضرین کے جذبۂ عمل کو ابھارا ہی نہیں للکارا۔ اور پھر مولانا احمد سعید صاحبؒ نے تقریر کی کہ حضرت شیخ الہندؒ کی رحلت کے بعد سے مسلمانانِ ہند کی قیادت کی مسند خالی ہے۔ اور اب جو مرحلہ درپیش ہے اس میں 'شیخ الہند' سے بھی بڑھ کر 'امام الہند' کی ضرورت ہے۔ اب غور کرو اور اس کے لیے کسی موزوں شخص کو تلاش کر کے اس کے ہاتھ پر بیعت کرو اور جدوجہد کا آغاز کر دو۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو کچھ اور ہی مطلوب تھا۔ چنانچہ علامۃ الہند مولانا معین الدین اجمیریؒ اٹھے اور انہوں نے براہِ راست مولانا آزاد کو خطاب کر کے ان الفاظ سے اپنی تقریر کا آغاز کیا کہ ”ایاز قدرِ خود بشناس!“ جس سے بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ پوری تقریر میں کیا کچھ ہوگا۔ بہر حال اس سے دل شکستہ اور دلبرداشتہ ہو کر مولانا اس کام ہی سے دست کش ہو گئے اور اس کے فوراً بعد ہی انہوں نے کانگریس میں شمولیت اختیار کر لی۔

اس طرح مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم تو میدان چھوڑ گئے لیکن ان کی زوردار دعوت کی گھن گرج سے مسلم انڈیا کی فضائیں دیر تک گونجتی رہیں۔ اور پھر کم و بیش دس ہی سال بعد ایک باہمت نوجوان نے مولانا کو ان کی زندگی ہی میں مرحوم قرار دے کر ان کے ترک کردہ مشن کو اختیار کرنے کے عزم مصمم کے ساتھ ان کی تفسیر 'ترجمان القرآن' ہی کے ہم نام ماہنامے کی ادارت سنبھالی اور اس کے ذریعے اسی 'حکومتِ الٰہیہ' کے قیام کا نصب العین اور ”تجدید و احیائے دین“ کی سعی کا ایک نقشہ مسلمانانِ ہند کے سامنے پیش کرنا شروع کر دیا۔

اس نوجوان میں مولانا مرحوم کی بہ نسبت جوش کم تھا، ہوش زیادہ، ذہانت و فطانت قدرے کم تھی لیکن اسی نسبت سے محنت و مشقت کا مادہ بہت زیادہ تھا۔ لہٰذا اس نے پہلے چھ سات برس تک پورے صبر و استقلال کے ساتھ خالص انفرادی طور پر کام جاری رکھا۔ کچھ عرصہ 'دارالاسلام' کے نام سے ایک ادارے کے تحت کام کیا اور بالآخر 1941ء میں 'جماعت اسلامی' کے نام سے ایک جماعت کی بنیاد رکھ دی اور ایک منظم جدوجہد کا آغاز کر دیا۔

جماعت کے قیام سے قبل اس نوجوان نے پہلے انڈین نیشنل کانگریس میں شامل یا اس کے حلیف علماء کے موقف پر شدید تنقید کی اور اپنے زورِ استدلال سے ان کے طریق کار کا انجامِ کار کے اعتبار سے اسلام اور مسلمان دونوں کے حق میں سخت مضر ہونا ثابت کر دیا۔ پھر مسلمانوں کی قومی سیاست پر مدلل تنقید کی اور اسلام کے بلند ترین تصوریت پسندانہ موقف کے تقابل سے اس کا 'خلافِ اسلام' ہونا ثابت کیا اور خود اسی بلند ترین تصوریت پسندانہ سطح (Highest Idealistic Level) پر اپنی جماعت کی اساس رکھ دی۔

چنانچہ جماعت اسلامی کے اساسی موقف کا خلاصہ یہ قرار پایا کہ:

1۔ اسلام مذہب نہیں دین ہے اور اس کی اصل حیثیت ایک کامل نظریۂ حیات اور مکمل نظامِ زندگی کی ہے جو اپنی عین فطرت کے تقاضے کے طور پر اپنا کلّی نفاذ اور کامل غلبہ چاہتا ہے۔

2۔ عبادت صرف مراسمِ عبودیت کا نام نہیں، بلکہ اس نظام کی کلّی اطاعت کا نام ہے۔

3۔ مسلمان قوم نہیں، اُمتِ مسلمہ اور حزب اللہ ہیں اور ان کی اصل حیثیت ایک نظریاتی جماعت (Idealistic Party) کی ہے جس کا اوّلین مقصد اپنے نظریات کے مطابق انقلاب برپا کرنا اور اپنے نظامِ زندگی کو بالفعل قائم کرنا ہے۔

4۔ دنیا کے موجودہ غیر مسلموں کی ایک عظیم اکثریت قانوناً تو کافر ہے لیکن حقیقتاً کافر نہیں۔ اس لیے کہ ان کے سامنے اسلام کی دعوت پیش ہی نہیں کی گئی کہ ان کے انکار یا رد کر دینے کا سوال پیدا ہو۔

5۔ اسی طرح دنیا کے موجودہ مسلمانوں کی ایک عظیم اکثریت بھی صرف 'قانونی اور نسلی' مسلمانوں پر مشتمل ہے، نہ کہ حقیقی مسلمانوں پر۔ اس لیے کہ نہ ان کے قلوب و اذہان میں اسلام کی نظریاتی و اعتقادی اساسات راسخ ہیں، نہ ان کے عمل میں اسلامی قانون کی پابندی اور شریعت کا التزام ہی پایا جاتا ہے۔

6۔ مسلمانوں کے قومی مفادات کے تحفظ اور ان کے سیاسی حقوق کی حفاظت یا ان کی آزادی اور خود اختیاری کے حصول کی جدوجہد کا اسلام کی نشاۃ ثانیہ یا احیائے دین سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

7۔ 'کرنے کا اصل کام' یہ ہے کہ اولاً ...... بلا لحاظ مذہب و ملت پوری نوعِ انسانی کو بندگیٔ رب کی طرف پکارا جائے اور اسلام کی نظریاتی اساسات کو شعوری طور پر قبول کرنے کی دعوت دی جائے اور ...... پھر سابق غیر مسلموں یا نسلی مسلمانوں میں سے جنہیں بھی اللہ تعالیٰ اسلام کو شعوری طور پر قبول کرنے کی توفیق عطا فرما دے۔ ان کی قوتوں کو ایک ہیئت تنظیمی کے تحت مجتمع کر کے غلبۂ دینِ حق یا 'حکومتِ الٰہیہ' کے قیام کی منظم جدوجہد کی جائے۔

8۔ اس جدوجہد میں اوّلین اہمیت علمی و فکری انقلاب کو حاصل ہے، پھر عملی و اخلاقی تبدیلی اور معاشرتی اصلاح کو۔ نظامِ حکومت کی تبدیلی کا مرحلہ ان سب کے بعد آتا ہے۔

ہمارے نزدیک اس موقف میں انتہا پسندی کی شدت تو موجود ہے لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام کا ٹھیٹھ نظریاتی اور اصولی موقف یہی ہے۔ اور دوسری احیائی مساعی کے ساتھ ساتھ اس خالص اصولی اساس پر کسی تحریک کا اٹھنا وقت کی اہم ضرورت تھی جو مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کے ہاتھوں پوری ہوئی اور ہم داد دیے بغیر نہیں رہ سکتے اس پر کہ مولانا موصوف اور ان کے رفقائے کار حالات کی سخت ناسازگاری کے علی الرغم اور ہر طرح کے طعن و طنز اور تمسخر و استہزاء کے باوجود مسلسل چھ سال اس موقف پر ڈٹے رہے۔ نتیجتاً عزیمت کی نہایت اعلیٰ مثالیں چشم فلک نے دیکھیں اور ع ”تاریخ دعوت و عزیمت“ میں ایک نہایت درخشاں باب کا اضافہ ہو گیا۔

اس طرح گویا وہ کام جسے احیائے اسلام کے 'راست اقدام' سے تعبیر کیا جا سکتا ہے اور جس کا ابتدائی خاکہ (Blue Print) مولانا ابوالکلام آزادؒ نے تیار کیا تھا، عملاً

مولانا مودودیؒ کے ہاتھوں شروع ہوا۔

لیکن افسوس کہ ع ”خوش درخشید ولے شعلۂ مستعجل بود!“ کے مصداق مولانا مودودیؒ اور جماعت اسلامی اس بلند و بالا موقف پر زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکے اور 1947ء میں جیسے ہی مسلمانانِ ہند کی قومی تحریک کامیابی سے ہمکنار ہوئی اور پاکستان کے نام سے ایک آزاد مسلمان ریاست قائم ہوئی اور متعدد اسباب سے ایک توقع سی نظر آئی کہ یہاں اسلام کے نام پر ایک سیاسی تحریک چلائی جاسکتی ہے، انہوں نے اپنے اصولی موقف کو ترک کرکے بغیر اس کے کہ کوئی عملی و فکری انقلاب آیا ہو یا اخلاق و عملی تبدیلی معاشرے میں برپا ہوئی ہو، نظام حکومت کی 'اصلاح' کے لیے عملی سیاسیات کے میدان میں قدم رکھ دیا۔ لیکن جیسے جیسے وقت گزرتا گیا وہ توقع تو موہوم سے موہوم تر ہوتی چلی گئی البتہ سیاست کی سنگلاخ وادی میں یہ تحریک (وَلٰـكِنَّهٗۤ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ) کے مصداق پست تر موقف اختیار کرنے پر مجبور ہوتی چلی گئی۔

پہلے خیال تھا کہ خالص اسلام کے نام اور محض اپنے زورِ بازو کے بل پر یہ مرحلہ سر ہو جائے گا لہٰذا کمالِ شانِ استغناء کے ساتھ دوسری سیاسی جماعتوں کی اشتراکِ عمل کی پیش کشوں کو ٹھکرا دیا گیا۔ جب پنجاب کے 1951ء کے الیکشن کے بعد یہ مغالطہ دور ہوا تو خیال ہوا کہ مذہب کے نام پر دوسری مذہبی جماعتوں کے تعاون سے یہ مہم سر کی جائے۔ پھر جب معلوم ہوا کہ یہ بھی ممکن نہیں اور چڑھائی اتنی سخت ہے کہ گاڑی اس سیکنڈ گیئر میں بھی آگے نہیں بڑھ سکتی تو گویا پہلا گیئر آزمایا گیا اور ایک درجہ اور نیچے اتر کر محض جمہوریت کے نام پر مذہبی و لادینی تمام عناصر کے ساتھ مل کر آگے بڑھنے کی کوشش کی گئی۔

سابق صدر ایوب مرحوم کا پورا گیارہ سالہ دورِ حکومت اسی ”بحالیٔ جمہوریت“ کی مہم کی نذر ہو گیا۔ لیکن جب ان کے اقتدار کی عمارت گری تو اس کے ملبے سے کچھ اور ہی برآمد ہو گیا۔

ہمارے پیشِ نظر اس وقت نہ تو تاریخ نگاری ہی ہے نہ ہی جماعتِ اسلامی کے مستقبل کے بارے میں کوئی پیش گوئی یا قیاس آرائی، نہ ہم اس وقت اس بحث ہی میں الجھنا چاہتے ہیں کہ مولانا مودودیؒ کے اس 'انقلابِ حال' کے اسباب کیا تھے (اس پر ہم اپنی تالیف ”تحریک جماعتِ اسلامی: ایک تحقیقی مطالعہ“ میں مفصل بحث بھی کر چکے ہیں) ہمیں اس معاملے کے جس پہلو سے اصل دلچسپی ہے وہ یہ ہے کہ جماعتِ اسلامی کے اس 'انتقالِ موقف' سے احیائے اسلام کے ہمہ جہتی عمل میں خیٹھ اصولی اسلامی تحریک کی جگہ پھر خالی ہو گئی اور اس مہیب خلا کو پُر کرنے کی کوئی صورت تا حال پیدا نہیں ہوئی جو اپنے پیش رو مولانا آزادؒ اور ان کی جماعت حزب اللہ کی طرح مولانا مودودیؒ اور ان کی قائم کردہ جماعتِ اسلامی نے جیتے جی مرحوم ہو کر پیدا کیا ہے۔ چنانچہ اب اگرچہ سیاسی و قومی سطح پر بھی احیائی عمل جاری ہے اور علماء کرام کی سرگرمیاں بھی اپنے اپنے رنگ میں تیز سے تیز تر ہو گئی ہیں، احیائی عمل کا یہ تیسرا اور اہم ترین گوشہ ویران و سنسان پڑا ہے!

جماعت اسلامی کے موقف میں یہ تبدیلی اصولاً 1947ء ہی میں پیدا ہو گئی تھی لیکن کم و بیش دس سال یہ اپنی قوت کے زور میں بڑھتی چلی گئی اور اس تبدیلی کا احساس بھی لوگوں کو نہیں ہوا۔ لیکن 57-1956ء میں جماعت میں اس احساس نے زور پکڑا اور طریق کار کے بارے میں ایک اختلافِ رائے ظاہر ہوا جس نے ایک ہنگامے کی صورت اختیار کر لی۔ نتیجتاً جماعت کے 'اکابر' کی اکثریت چند 'اصاغر' سمیت جماعت سے کٹ گئی۔ ان 'اصاغر' میں سے ایک ان سطور کا راقم بھی ہے۔ بعد ازاں 'بڑے' تو اپنے اپنے 'بڑے' کاموں میں مشغول و مصروف ہو گئے لیکن یہ 'چھوٹا' ؎

ایک بلبل ہے کہ ہے محوِ ترنم اب تک
اس کے سینے میں ہے نغموں کا تلاطم اب تک

کے مصداق اپنے دل و دماغ کو اس جنتِ گم گشتہ کے خیال سے فارغ نہ کر سکا، بلکہ جیسے جیسے دن بیتے اس کا حال یہ ہوتا چلا گیا کہ ؎

تخم جس کا تو ہماری کشتِ جاں میں بو گئی
شرکتِ غم سے یہ الفت اور محکم ہو گئی

وہ جب جماعت سے علیحدہ ہوا اس کی عمر کل چھبیس برس تھی۔ بالکل نو عمری کا عالم، نہ علم نہ تجربہ، لہٰذا پورے دس برس اس نے اس انتظار میں بسر کیے کہ 'بڑوں' میں سے کوئی ہمت کرے اور از سرِ نو سفر کا آغاز کر دے۔ لیکن اللہ کو یہ بھی منظور نہ ہوا تا آنکہ 67-1966ء میں اس نے خود کمر ہمت کسی اور بمصداق الفاظ قرآنی ﴿اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ﴾ (بنی اسرائیل : 9) درسِ قرآن کی صورت میں خیٹھ اسلامی دعوت کے لیے ذہنی و فکری سطح پر میدان ہموار کرنے کا کام شروع کر دیا۔

اس کے کام کو اللہ تعالیٰ نے شرفِ قبولیت عطا فرمایا اور چند ہی سالوں میں اس کے قائم کردہ 'حلقہ ہائے مطالعۂ قرآن' کی کوکھ سے 'مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور' برآمد ہو گئی اور اب اس کے بھی دو ہی سال بعد وہ اسی خیٹھ اصولی اسلامی تحریک کے احیاء کے لیے ”تنظیم اسلامی“ کے قیام کا ارادہ کر رہا ہے۔

اسے خوب معلوم ہے کہ اس کے پاس نہ مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم کی سی عبقریت اور ذہانت و فطانت ہے، نہ مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی سی صلاحیت کار اور محنت و مشقت کا مادہ۔ پھر نہ وہ شعلہ بیان خطیب ہے نہ صاحبِ طرز ادیب، بایں ہمہ ایک احساسِ فرض ہے جو چین نہیں لینے دیتا اور ایک عظیم تحریک کی امانت کے بار کا احساس گراں ہے جس نے اسے ع

”ہرچہ بادا باد، ما کشتی در آب انداختیم“

کے مصداق اس پُرخطر وادی میں کود پڑنے پر مجبور کر دیا ہے۔

اب جو لوگ شخصیتوں اور جماعتوں کی سطح سے بلند ہو کر سوچنے اور غور و فکر کرنے کی ہمت اور صلاحیت ہی سے عاری ہوں ان کا معاملہ تو دوسرا ہے، البتہ وہ لوگ جو کسی تحریک کے بنیادی نظریات و مقاصد پر نظر رکھتے ہوئے اپنے موقف پر نظرِ ثانی کی ہمت کر سکیں، ان کے لیے ایک لمحۂ فکریہ ہے۔ انہیں چاہیے کہ ٹھنڈے دل کے ساتھ ہمارے موقف پر غور کریں اور اگر انہیں اس میں صحت و صداقت نظر آئے تو ہمارا ساتھ دینے پر آمادہ ہوں اور کمر ہمت کسیں! بہرحال اپنی حد تک ہم نے فیصلہ کر لیا ہے کہ ؎

دریں دریائے بے پایاں، دریں طوفانِ موج افزا
سرا فگندیم، بسم اللہ مجرٖیھا و مرسٰھا

❀❀❀

ضرورت رشتہ

☆ لاہور گلشن آباد میں رہائش پذیر فیملی کو اپنے حافظ قرآن بیٹے، عمر 39 سال، ذاتی رہائش و ذاتی کاروبار، تعلیم میٹرک پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے جس کے دو بیٹے، عمریں بارہ سال اور چھ سال ہیں کے لیے دینی مزاج، شرعی پردہ کی پابند لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ بیوہ یا مطلقہ کا رشتہ بھی قبول ہے۔ عمر 35 سے 37 سال کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0345-4063665

عشقِ تمامِ مصطفیٰ! (صلی اللہ علیہ وسلم)

عامرہ احسان
amhm.pk@gmail.com

ایک اصطلاح جس نے اکیسویں صدی کے آغاز سے دنیا میں (بشمول چند مزید اصطلاحات کے) تہلکہ مچائے رکھا، وہ تھی 'آزادیٔ اظہار'۔ فتنۂ دجال کے اہم ترین سنگ میل میں سے ایک افغانستان پر پوری دنیا کا مل کر فوجیں لیے ٹوٹ پڑنا تھا، جسے بجا طور پر بش نے 'صلیبی جنگ' سے معنون کیا تھا۔ 1095ء سے شروع ہونے والی نو صلیبی جنگوں کا بظاہر اختتام 1492ء میں ہوا۔ تاہم اس کے پس پردہ مقاصد، اہداف اور بغض مسلسل جوں کا توں رہا۔ توہین رسالت صلیبی جنگوں کا جزو لاینفک رہا ہے۔ اسلام کی روح پر یہ حملہ جب فرانسیسی صلیبی ریجی نالڈ نے کیا تو صلاح الدین ایوبیؒ نے اسے اپنے ہاتھ سے قتل کیا یہ کہہ کر کہ: "میں ہوں جو تمہارے مقابلے پر ناموسِ رسالت کا دفاع کروں گا۔"

اسلام کی پوری تاریخ میں شانِ رسالتؐ کی طرف میلی نگاہ سے دیکھنے والوں کے لیے یہی ایک جواب رہا ہے، یہودی کعب بن اشرف سے لے کر سلمان رشدی تک۔ حالیہ عالمی جنگ میں بھی۔ (جو اصلاً خلیجی جنگ سے شروع ہوئی تھی۔) ڈنمارک (2005ء) نے اخبار جیلنڈز رزپوسٹن میں گستاخانہ خاکوں سے جو طرح ڈالی تو وہ پورے یورپ میں خنزیری وبا بن کر پھیل گئی۔ بار بار یوں دوہرائی گئی آزادیٔ اظہار کے نام پر جس نے پوری دنیا کے مسلمانوں کی روحوں کو لہولہان کر دیا۔ سویڈن، فرانس (بدترین مرکز رہا) امریکا تک سے بار بار یہ عمل سامنے آتا رہا۔

قبل ازیں 1988ء میں سلمان رشدی (بھارتی بزنس مین انیس رشدی کا مرتد بیٹا) گستاخی کی انتہاؤں پر براجمان، 'شیطانی آیات' نامی کتاب لکھ چکا تھا۔ تسلیمہ نسرین کی یاوہ گوئی اور دریدہ دہنی پر مبنی کتب اسے اپنے ملک بنگلہ دیش سے منہ چھپا کر بھاگنے پر مجبور کر چکی۔ ایسے تمام افراد مغربی ممالک میں ہاتھوں ہاتھ لیے جاتے ہیں۔ ان پر عالمی ایوارڈ نچھاور کیے جاتے ہیں۔ عظیم ادیب قرار دیے جاتے ہیں۔ ملعونہ تسلیمہ نسرین پر 26 عالمی اعلیٰ ترین ایوارڈز اور اعزازی شہریتیں مغرب نے برسائیں! عورت ہونے کی بنا پر زیادہ ناز اٹھائے گئے، اسلام کے پرخچے اڑانے کے عوض۔ سلمان رشدی کو 8 اعلیٰ ایوارڈ یورپی امریکی یونیورسٹیوں اور اداروں نے دریدہ دہنی پر دیے۔ ملکہ برطانیہ نے نائٹ ہڈ سے نوازا، ادب کی بدترین بے ادبی کے عوض! برطانوی ایمپائر کا منصب دار! برطانیہ جو حال ہی میں لیڈی ڈیانا کے بیٹے پرنس ہیری کو ان کی درخواست پر دو دن کے لیے چار سپاہی سیکورٹی پر مامور کرنے کو راضی نہ ہوا، اس نے سلمان رشدی کو پانی کی طرح (برطانوی عوام کے ٹیکسوں کا) پیسہ بہا کر تحفظ فراہم کیا۔ دنیا بھر میں مسلمانوں کا غیظ وغضب لاوا بن کر پھوٹا۔ فتوے جاری ہوئے۔ سر کی قیمت لگائی گئی۔ 6 ماہ میں سلمان رشدی نے 56 مرتبہ جگہیں بدلیں۔ نام بدلا، جوزف رکھ لیا! اولاد بھی نہ جانتی تھی کہ باپ کہاں ہے۔

ایک طرف دنیا بھر کے مسلمانوں کا غم وغصہ تھا، دوسری طرف دنیائے مغرب کی آنکھوں کا تارا بنا چھپ چھپ کر جیتا، خبث باطن مزید اگلتا رہا۔ اس پر زندگی حرام ہو چکی تھی۔ برطانیہ کے پاؤنڈ ختم ہونے کو آگئے تو اس بوجھ کو امریکا کے حوالے کر دیا گیا۔ جہاں وہ گزشتہ 20 سال سے زیرزمین پناہ گاہوں میں رہتا، امریکی شہریت پا چکا تھا۔ 1998ء میں اس پر حملے کی کوشش میں بم نصب کرنے والا لبنانی مصطفیٰ مازے خود جاں بحق ہو گیا۔ زیرزمین دبی گھٹی، خوف میں ڈوبی زندگی گزارنے والے رشدی نے چار مرتبہ (یکے بعد دیگرے) شادیاں کیں، غیرمسلم عورتوں سے۔ آخری شادی امریکی ماڈل سے کی۔ سبھی طلاق پر منتج ہوئیں۔ بعدازاں اب گرل فرینڈز کے سہارے جی رہا تھا۔ رشدی شدید حفاظتی حصار میں خود تو بچا رہا مگر اس کی ہفوات کے تراجم کرنے والوں کی سخت شامت آئی۔ جاپانی میں ترجمہ کرنے والا ہتوشی، ٹوکیو کی ایک یونیورسٹی میں چھروں سے مضروب مرا ہوا پایا گیا (1999ء)۔ اطالوی زبان میں ترجمہ کرنے والے ایٹور پر میلان میں حملہ ہوا، بال بال بچ گیا۔ ناروے میں 1993ء میں جس پبلشر نے ناول چھاپا، اسے تین گولیاں مار کر حملہ آور گھر میں مرنے کے لیے چھوڑ گیا۔ کئی مہینے ہسپتال میں زیرعلاج رہا۔ اب بالآخر اللہ کے حکم سے خود سلمان رشدی کی باری بھی آگئی۔

اگرچہ شاتمانِ رسول کبھی دریدہ دہنی کے بعد ایک دن بھی قرار نہ پا سکے۔ ابولہب کی یہ ذریت اپنے انجام کو جلد یا بدیر پہنچ کر رہتی ہے۔ سو یہی ہوا۔ 12 اگست، صبح پونے گیارہ بجے سلمان رشدی نیویارک اسٹیٹ میں ایک لیکچر دینے کو اسٹیج پر تھا کہ اس پر ایک 24 سالہ لبنانی نوجوان ہادی مطر بجلی کی سرعت سے اچانک ٹوٹ پڑا۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ اس کی تقریر کا موضوع یہی تھا۔ خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہ 'امریکا اس جیسے لکھاریوں کے لیے پناہ گاہ اور جائے امان ہے۔' حملہ آور نے 20 سیکنڈ کے اندر اسے دس پندرہ شدید گھونسے، چاقو کے وار برسا دیے۔ وہ شدید غضب کے عالم میں تھا۔ طاقتور اتنا کہ پانچ مردوں نے بمشکل قابو پایا۔ (باکسر ہے!) زیر ہونے سے پہلے وہ رشدی کو زیادہ سے زیادہ زخمی کرنے کے درپے تھا۔ سر اور گردن، پیٹ اور بازو پر وار پڑے۔ 75 سالہ رشدی کا خون امڈ رہا تھا۔ اگرچہ کچھ لوگ اسٹیج کی طرف دوڑے، مگر ہیبت زدگی کا سماں تھا۔ رشدی کو فوراً ہیلی کاپٹر سے اسپتال منتقل کیا گیا۔ سہمے ہوئے لوگوں اور ان کے رہنماؤں نے اسے 'بزدلانہ' حملہ قرار دیا! چھرا مسلسل دائیں طرف مارا گیا۔ اس سے ایک آنکھ میں گہرا زخم آیا جس کی بینائی کھو کر 'مسیح اللعین' دجال کی طرح کانا ہو جائے گا۔ دایاں بازو (کیونکہ حملہ دائیں طرف کرتا رہا۔ ناکارہ ہو گیا ہے، اعصاب کٹ جانے کی بنا پر۔) بیٹے نے کہا، محض چند لفظ بول سکتا ہے۔ امت کا جگر پاش کرنے والے کا چاقو کی ضربوں سے جگر بھی مضروب ہے۔ کئی آپریشن ہوئے۔ اس کے دوست آتش تاثیر نے 'خوشخبری' دی کہ وہ بہتر ہو رہا ہے۔ وینٹی لیٹر اتر گیا ہے۔ بات کر رہا ہے۔ کتنی اور کیسی بات؟ گونگے کی رمزیں گونگے کا دوست جانے! آتش تاثیر خود بھی تو آنجہانی گورنر سلمان تاثیر کا اپنی سکھ 'گرل فرینڈ' سے بیٹا ہے جو خود ہندو ہے۔

برطانوی، امریکی مصنف کے طور پر جانا جاتا ہے۔ شہریت امریکی ہے۔ تاہم رشدی کے ایجنٹ اینڈریو کا کہنا ہے کہ 'زخم شدید اور گہرے ہیں۔ بیٹے ظفر رشدی نے کہا کہ 'وینٹی لیٹر اتر گیا ہے مگر حالت نازک ہے (Critical)۔ زندگی بدل دینے والے زخم آئے ہیں۔' "اور ہمارا حکم بس! ایک ہی حکم ہوتا ہے اور پلک جھپکتے میں وہ عمل میں آ جاتا ہے......
پھر ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا؟" (القمر: 51-50)

سادگی ان کی دیکھیے، اور ان کی عیاری بھی دیکھیے! کہنے لگے ابھی تک حملے کا مقصد ہم نہیں جانتے۔ سلمان رشدی کا تو رواں رواں جانتا ہے۔ بول سکے تو پوچھ لو! 'شیطانی آیات' ایسی کتاب تھی جس کا صرف ایک صفحہ ہماری قومی اسمبلی کے ڈیسک پر رکھا دیکھا تھا۔ سرتاپا غم و غصے کا طوفان امل پڑا تھا۔ یہ 'اظہار یہ' راکھ کر دینے کے لائق تھا جسے بدتہذیب دنیا نے ادب کا شاہکار قرار دیا۔ ملعون رشدی کی 'شیطانی آیات' پر ابھی تو سزا کا ایک ہلکا سا تازیانہ برسا ہے جس نے حلیہ بگاڑ دیا۔ بہت کچھ ابھی باقی ہے!

جہاں لیکچر دینا تھا وہاں ذمہ داران نے اضافی سیکورٹی اقدامات کو غیر ضروری جانا۔ اتنے سال گزر جانے پر اب یہ سب پر اعتماد ہو چلے تھے۔ اصلاً جب تقدیر آتی ہے تو عقل اپنی کرسی چھوڑ دیتی ہے، تقدیر کی کارفرمائی کے لیے۔ سو فیصلے کرنے والی ذات باری تعالیٰ وقت مقررہ پر جس سے چاہے جیسے چاہے کام لے لے۔ فعال لما یرید۔ کرتا ہے جو کچھ کہ وہ چاہتا ہے! منتظمین نے تو صرف یہ چاہا تھا کہ "کیوں شاتم و شائق میں حائل رہیں پردے، مروان سیکورٹی کو سیکورٹی سے ہٹا دو!" بس پردہ ہٹنے کی دیر تھی قیامت بحکم ربی ٹوٹ پڑی! باہر امریکی جھنڈا لہرا اتارہ گیا۔ جس پرچم کے سائے تلے سب ایک تھے! اب اس کے چاہنے والے عالمی محافظین شاتمان غمزدہ ونمنس کر کے عزائم کو بیدار کر رہے اور دعائیں اس پر نچھاور کر رہے ہیں۔ اسرائیلی وزیراعظم نے کہا: 'یہ ہماری آزادی اور اقدار پر حملہ ہے۔ اسرائیل کے عوام کی طرف سے صحت کاملہ، عاجلہ کے تمنائی ہیں۔' برطانیہ سے لیبر لیڈر نے کہا 'ساری لیبر پارٹی اس کی مکمل صحت یابی کے لیے دعا کر رہی ہے۔' اگرچہ رشدی کھلم کھلا ملحد ہے۔ دعا کس سے کر رہے ہیں یہ؟ بہرصورت شیروں کی طرح یہ بھی عیسائی یہودی ہندوؤں کی دعاؤں تلے اسپتال کے بستر پر ہے۔ اللھم صل علی محمد ﷺ...... باقی رہے نام اللہ کا!

15 اگست کو امریکا نیٹو و دیگر دنیا کی افغانستان میں شکست کی برسی ہونے سے تین دن پہلے ہادی نے یہ سلامی پیش کی ہے۔ اللہ اس کے ایمان کے نور کو مکمل اور اجر عظیم سے نوازے اپنے لیے خالص کرے۔ (آمین) رشدی کے عالمی سرپرست بائیڈن، جانسن، غمزدہ غم میں ڈوبے اظہار یکجہتی کر رہے ہیں۔ وعدہ بھی یہی ہے۔ جن سے محبت رکھو گے تم انہی کے ساتھ ہو گے! مسلم دنیا خاموش کیوں ہے؟

تازہ مرے ضمیر میں معرکہ کہن ہوا
عشق تمام مصطفیٰ، عقل تمام بولہب!

ان شاءاللہ **رفقاء متوجہ ہوں**

''مسجد الہدیٰ بہار شاہ روڈ جوڑے پُل صدر، لاہور (حلقہ لاہور شرقی)'' میں
04 تا 10 ستمبر 2022ء (بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

مبتدی و ملتزم تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے

نوٹ: ملتزم تربیتی کورس میں درج ذیل موضوع پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں: ☆ **اسلام کا انقلابی منشور**

زیادہ سے زیادہ رفقاء متعلقہ پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0324-4447555 / 042-36293939

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 78-(042)35473375

ان شاءاللہ **رفقاء متوجہ ہوں**

''A-67 علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو، لاہور (حلقہ لاہور شرقی)'' میں
09 تا 11 ستمبر 2022ء (بروز جمعۃ المبارک نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

امراء، نقباء و معاونین تربیتی و مشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے

نوٹ: درج ذیل موضوع پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ ذمہ داران سے گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں۔

☆ اسلام کا انقلابی منشور (سیاسی سطح پر)

زیادہ سے زیادہ امراء، نقباء و معاونین پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0321-4152275 / 042-36293939

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 78-(042)35473375

امیر حلقہ ملاکنڈ کا دورہ باجوڑ

امیر تنظیم اسلامی حلقہ ملاکنڈ محترم ممتاز بخت 14 جولائی 2022ء کو ضلع باجوڑ کے ایک روزہ دورہ پر ضلع کے صدر مقام خار پہنچے۔ معتمد باجوڑ شرقی لاہور خان کی رہائش گاہ پر باجوڑ کے دونوں تنظیم کے امراء اور معاونین کے ساتھ خصوصی ملاقات ہونا طے تھی۔ ملاقات کا بنیادی ایجنڈا حلقہ ملاکنڈ کو تین حلقوں میں تقسیم کر کے باجوڑ کے دونوں تنظیموں کو ملا کر ایک نیا حلقہ بنانے کی تجویز مرکز کو بھیجنی تھی۔

تمام شرکاء نے اس تجویز کو بہت پسند کیا، بھرپور حمایت کی اور اسے ایک اچھی پیش رفت قرار دیا۔ بعد میں امیر حلقہ چند رفقاء کے ساتھ سینئر رفیق محترم غازی گل کی عیادت کے لیے ان کے گھر گئے۔ شام کو امیر حلقہ واپس تیمر گرہ کے لیے روانہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو۔ (مرتب: محمد سعید، ناظم نشر و اشاعت حلقہ ملاکنڈ)

حیاتی باجوڑ میں ایک روزہ سیمینار

اس سیمینار کا اہتمام عیدالاضحی کے تیسرے دن 12 جولائی 2022ء کو ناظم دعوت باجوڑ شرقی محترم شیر محمد حنیف کی رہائش گاہ پر ہوا۔ اس پروگرام میں علاقے میں موجود مختلف مکاتب فکر کے علماء بھی مدعو تھے۔ سیمینار کا موضوع "اقامت دین، کیا؟ کیوں؟ اور کیسے؟" تھا۔ تمام مکاتب فکر کے علماء، جن میں جمعیت علمائے اسلام (ف)، جمعیت اہلحدیث اور جماعت اشاعت و توحید کے علماء نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اگرچہ تمام شرکاء نے اقامت دین کی فرضیت پر اتفاق کیا لیکن انہوں نے اپنے اپنے طریقہ کار کی وضاحت کی۔ آخر میں تنظیم اسلامی کے جناب محمد نعیم اور جناب نبی محسن نے تنظیم کا موقف بڑے مدلل انداز میں پیش کیا جس کو شرکاء مجلس نے سراہا۔ شیر محمد حنیف نے شرکاء مجلس کا شکریہ ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری اس سعی کو پورے ملک میں اقامت دین کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔ (رپورٹ: محمد سعید، باجوڑ شرقی)

حلقہ فیصل آباد شمالی کے زیر اہتمام شب بیداری پروگرام

حلقہ فیصل آباد شمالی کے زیر اہتمام تربیتی و شب بیداری پروگرام 6 جولائی 2022ء بروز بدھ رحمان مسجد میں منعقد ہوا۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز بعد از نماز مغرب ماما نوالا اسرہ کے رفیق حافظ حسان علی کی تلاوت قرآن سے ہوا۔ اس کے بعد اسرہ منصور آباد کے رفیق حافظ محمد وقاص نے درس حدیث دیا۔ اس کے بعد ناظم تربیت حافظ محمد کاشف نے پروگرام کا تعارف کرایا اور تربیتی گفتگو کی۔ بعد ازاں نقیب محترم محمد احتشام حسین نے "فلسفہ قربانی اور ہماری ذمہ داری" کے موضوع پر بیان کیا۔ بعد ازاں ناظم تربیت حافظ محمد کاشف نے 20 منٹ کا درس دیا کہ ہم لوگ دین کا کام کیوں نہیں کرتے؟ اس کے بعد نقیب محمد اجمل خان غوری نے "اپنا تن، من، دھن اقامت دین کے لیے لگاؤ" کے موضوع پر بیان کیا۔ حافظ محمد کاشف نے عشاء کی نماز کی امامت کی۔ بعد نماز عشاء بانی محترم ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم کا آدھے گھنٹے کا ویڈیو لیکچر چلایا گیا۔ رات کے کھانے کے بعد 20 منٹ کا "سیرت صحابہؓ" پر لیکچر ہوا۔ اس کے بعد تمام رفقاء نے آرام فرمایا اور صبح تین بجے رفقاء کو تہجد کے لیے بیدار کیا۔ نوافل کے بعد میں رفقاء کے گروپس بنائے گئے اور تجوید اور مسنون دعاؤں کا اہتمام کیا گیا۔ تقریباً ساڑھے چار بجے ناظم تربیت حافظ محمد کاشف نے فجر کی نماز پڑھائی اور بعد از نماز 15 منٹ کا سورۃ الانعام کی آخری آیات کا درس ہوا۔ صبح پانچ بجے دعا پر پروگرام کا اختتام ہوا۔ پروگرام کے آغاز پر رفقاء کی حاضری 30 سے 35 کے قریب تھی لیکن رات کے وقت کچھ رفقاء اجازت لے کر گھروں کو چلے گئے اور شب بیداری مکمل کرنے والے رفقاء کی تعداد 20 کے قریب تھی۔ (مرتب: ناظم تربیت)

حلقہ کراچی شمالی کے زیر اہتمام تربیتی اجتماع

حلقہ کراچی شمالی کا ملتزم و ذمہ داران اجتماع بروز ہفتہ 30 جولائی بعد نماز عشاء قرآن اکیڈمی یاسین آباد میں شب بیداری کی صورت میں منعقد ہوا۔ رات کے سیشن کا آغاز تلاوت قرآن حکیم سے ہوا جس کے بعد مرکز کے تقاضے کے مطابق سالانہ اجتماع 1996ء کی بانی محترمؒ کے اختتامی خطاب کی ویڈیو دکھائی گئی۔ اس خطاب میں بانی محترمؒ نے رفقاء تنظیم کو انتہائی اہم اور قیمتی نصیحتیں ارشاد فرمائی ہیں جس میں دعوت و تبلیغ کی اہمیت، انفرادی نجات کے لیے مسلسل جدوجہد، اہل خانہ کی مستقل تربیت، اپنی وسعت کے مطابق اقامت دین کے لیے نتائج سے بے پرواہ کوشش، دینی غیرت و حمیت کے لیے قریب ترین رشتہ داروں سے کٹ جانا، مخالفین کے حوالے سے وسعت قلبی کا مظاہرہ، نظام خلافت کے حوالے سے لٹریچر کا مطالعہ شامل ہیں۔ ویڈیو خطاب کے اختتام پر آرام کا وقفہ ہوا۔ بعد نماز فجر ذمہ داران اجتماع کا آغاز تذکیر بالقرآن و حدیث سے ہوا۔ ملتزم رفیق بلدیہ ٹاؤن آغا آصف نے قرآن و حدیث کی روشنی میں دعوت الی اللہ کی فضیلت و اہمیت بیان کی۔ اس کے بعد مطالعہ لٹریچر کے ضمن میں بانی محترم کی کتاب "اسلام کا اخلاقی و روحانی نظام" کے دوسرے حصہ کا مطالعہ راقم نے کروایا۔ بعد ازاں "حلقہ قرآنی کو کیسے بہتر بنایا جائے؟" کے موضوع پر ایک پینل گفتگو کا اہتمام ہوا جس میں حلقہ کراچی شمالی کی تمام تنظیم میں سے بہترین حلقہ قرآنی کا انعقاد کرنے والے نقباء کو ان کے امراء و ناظمین کے ساتھ مدعو کیا گیا اور حلقہ قرآنی میں پیش آمدہ مسائل، انعقاد کے حوالے سے منصوبہ بندی، احباب سے رابطے کی صورت، احباب کو لٹریچر کی فراہمی، گشت کی صورت حال، اور بہتری کے حوالے سے تجاویز پر حلقہ شمالی کے ناظم دعوت اور ناظم تربیت نے گفتگو کی۔ اجتماع کا اختتام مسنون دعا پر ہوا۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ ہماری کوششوں اور کاوشوں میں خلوص و اخلاص عطا فرمائے، استقامت عطا فرمائے اور ہمارے لیے توشۂ آخرت بنائے۔ (آمین یا کریم)

(رپورٹ: محمد ارشد، معاون تربیت حلقہ کراچی)

حلقہ ملاکنڈ کے زیر اہتمام تربیتی کورسز

یہ تربیتی کورسز حلقہ ملاکنڈ کے پرفضا سیاحتی مقام بی بیوڑ میں 24 سے 31 جولائی تک منعقد ہوئے۔ بی بیوڑ دریا پنجکوڑہ کے کنارے آباد قدرتی حسن سے مالا مال امیر حلقہ ملاکنڈ محترم ممتاز بخت کا آبائی قصبہ ہے۔ تربیتی کورسز انتہائی کامیابی سے پایہ تکمیل تک پہنچے۔ مقامی رفقاء اور احباب نے مہمانوں کی مہمان نوازی کا حق ادا کر دیا۔ انہوں نے صرف مسجد بلکہ اپنے گھر اور حجرے اس نیک کام کے لیے پیش کیے۔

تین مختلف کورسز مبتدی، ملتزم اور ذمہ داران کی تربیت کے لیے بیک وقت منعقد ہوئے۔ مبتدی تربیت گاہ میں کل 28 رفقاء جبکہ ملتزم کورس میں 12 رفقاء شامل ہوئے۔ ذمہ داران کورس میں حلقے کے 40 رفقاء نے اس نادر موقع سے فائدہ اٹھایا۔ اس کورس کی ایک اہم بات ناظم اعلیٰ محترم عطاء الرحمٰن عارف کی آمد تھی۔ موصوف نے خود احسان اور اسلام کا مطالعہ کرایا اور رفقاء کے سوالات کے جوابات بھی دیے۔ امیر حلقہ اور مقامی رفقاء کی شبانہ روز محنت نے ان کورسز کو کامیاب بنانے میں کلیدی کردار ادا کیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان مساعی کو اقامت دین کا ذریعہ بنائے۔

(رپورٹ: محمد سعید سالارزئی، ناظم نشر و اشاعت، حلقہ ملاکنڈ)

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

جدید تعلیم یافتہ حضرات وخواتین کے لیے
دینی علوم کے حصول کا نادر موقع

جاری کردہ
ڈاکٹر اسرار احمدؒ

رجوع الی القرآن کورس

(دورانیہ ۹ ماہ)

مضامینِ تدریس

عرصہ 40 سال سے باقاعدگی سے جاری تعلیمی سلسلہ

پارٹ ۱ (سالِ اوّل) برائے مرد وخواتین

- تجوید و ناظرہ
- عربی گرامر (صرف ونحو)
- ترجمہ قرآن (مع تفسیری ولغوی توضیحات)
- دورۂ ترجمہ قرآن
- قرآن حکیم کی فکری وعملی رہنمائی
- سیرت وشمائل النبی ﷺ
- مطالعہ حدیث واصطلاحات حدیث
- فکرِ اقبال
- فقہ العبادات
- معاشیات اسلام
- اضافی محاضرات

پارٹ ۲ (سالِ دوم) برائے مرد حضرات

- عربی زبان وادب
- اصول تفسیر
- تفسیر القرآن
- اصول حدیث
- درس حدیث
- اصول الفقہ
- فقہ المعاملات
- عقیدہ (طحاویہ)
- اضافی محاضرات

☆ رجسٹریشن جاری ہے ☆ انٹرویو یکم ستمبر
آغاز 5 ستمبر 2022ء (ان شاء اللہ)

ایامِ تدریس: پیر تا جمعہ

نوٹ: بیرون لاہور رہائشی حضرات کے لیے ہاسٹل کی محدود سہولت موجود ہے۔ لہٰذا خواہشمند حضرات پہلے سے اپنی رجسٹریشن کروالیں۔

اوقاتِ تدریس: صبح 8 بجے تا 12:30

ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی خدماتِ قرآنی کا مرکز ——— قرآن اکیڈمی
K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور
email:irts@tanzeem.org
www.tanzeem.org

زیر اہتمام: مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور (رجسٹرڈ)
مزید تفصیلات کے لیے www.tanzeem.org
03161466611 - 04235869501-3

زندگی بدل دینے والی باتیں

☆ الفاظ کا چناؤ سوچ سمجھ کر کریں جب آپ بات کر رہے ہوتے ہیں تو آپ کے الفاظ، آپ کے خاندان کا پتہ، مزاج اور آپ کی تربیت کا پتہ دے رہے ہوتے ہیں۔

☆ بچہ بڑا ہو کر سمجھ جاتا ہے کہ ابا کی پابندیاں ٹھیک ہی تھیں اور اسی طرح بندہ مرنے کے بعد سمجھ جائے گا کہ اس کے رب کی پابندیاں ٹھیک تھیں۔

☆ کچھ لوگ اپنے لیے ساری ساری رات جنت کی دعائیں مانگتے ہیں۔ لیکن دوسروں کی زندگی انہوں نے جہنم بنائی ہوئی ہوتی ہے۔

☆ اپنی طرف سے، بھرپور کوشش کیجیے سخت محنت کیجیے طریقہ صحیح اور جائز اختیار کیجیے دعا کیجیے پُر امید رہیے اور نتیجہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیجیے۔

☆ زبان دراز لوگوں سے ڈرنے کا کوئی فائدہ نہیں وہ تو شور ڈال کر اپنی بھڑاس نکال لیتے ہیں لیکن ڈرو ان لوگوں سے جو سہہ جاتے ہیں کیونکہ وہ معاملہ اللہ کے سپرد کر دیتے ہیں وہاں دیر ہے اندھیر کبھی نہیں۔ ☆☆☆

دعائے مغفرت

انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ حلقہ کراچی وسطی کے منفرد اسرہ کے رفیق محترم آصف چودھری وفات پا گئے۔

☆ حلقہ ملتان کے سابق امیر خواجہ اشتیاق احمد صدیقی کے والد وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0321-6300851

☆ حلقہ فیصل آباد کے منفرد مبتدی رفیق محمد نوید کے والد وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0313-7986897

☆ حلقہ ملتان، خانیوال کے ملتزم رفیق وحید عمر کیانی کے چچا وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0303-7245009

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کی مقامی تنظیم ڈیرہ اسماعیل خان کے ناظم بیت المال ونقیب اسرہ محترم فاروق احمد قریشی کے سسر وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0335-8792693

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

The Collective Aim of The Muslim Ummah

M We Muslims are the member of an Ummah (Islamic community) whose sole purpose of existence and the aim of installation, according to Qur'an, is none other than calling people to Allah. As such, in this terrestrial existence not only our dignity and honor depend on realizing this collective aim, but our very existence as a religious community also depends on executing this duty in the right earnest. In the seventeenth section (ruku) of Surah Al-Baqarah (the Cow), along with the order for the change of Qiblah, the following verse was revealed:

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ۭ﴾

"And thus have We made you an exalted (middle) nation (Ummah), that you may be the bearers of witness against the people and (that) the Messenger of Allah may be the bearer of witness against you."

(Surah Al-Baqarah: Verse 143)

The divine order for the change of *Qiblah* was in fact a symbol that henceforth the custodian of the mosque of Jerusalemi.e., the sons of Israel have been deprived of the guardianship of the holy place and of their position as the upholders of the divine guidance. And in their place were installed the sons of Ismael as the custodians of the Holy *Kabah* at *Makkah Al-Mukarramah* and as the new recipients and propagators of the Divine Guidance. Quite obviously, the sons of Ismael occupy the pivotal and nuclear position in the Muslim Ummah. As such their language was chosen for the revelation of the last Divine Book, and their customs and practices with amendments, modifications, additions and omissions have become the warp and woof of the last divinely revealed code of life. Other nations – *"Akhereen"*– which joined them later in Islam became in essence an integral part of them. This indeed was a great blessing of God on them. But it was a privilege of only *"Ummiyyeen"* (unlettered people of Arabia) that the last Prophet *(SAAW)* was chosen from amongst them.

The objective and aim of the formation of this Ummah has been described very clearly thus in Surah Aal-i-Imran:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۭ﴾

"You are the best of the nations raised up for (the benefit of) men: you enjoin what is right and forbid the wrong and believe in Allah."

(Surah Aal-i-Imran; Verse 110)

This verse makes it crystal clear that, according to the Qur'an, there is a radical difference in the ultimate aims and goals of the Muslim Ummah and other nations and communities of the world. By and large the goals which most nations of the world have been aiming at are self-aggrandizement, political power and military armaments, amassing of wealth, and subjugation of other peoples for their own selfish ends. This subjugation has been both political and/or cultural and economic. On the other hand, the aim and object of the very existence of this Ummah is that Allah *(SWT)* is recognized as the Lord of the Universe, His commands are exalted and upheld by all, the truth triumphs, virtues and good deeds flourish and vices and wickedness are completely uprooted. In other words, this Ummah is in reality the representative of God on earth: an agency for the propagation of virtue and an institution for the total eradication of evil and falsehood from this world.

__Ref__: An excerpt from,"Calling People Unto Allah", by Dr Absar Ahmad (pages 09-11);
English translation of the booklet
"اسلام کی نشاۃ ثانیہ: کرنے کا اصل کام"
by Dr Israr Ahmad *(RAA)*

Vol. 31 Regd. C.P.L NO. 114 No.32

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore